عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۱ | یکم تا ۷ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ فروری ۲۰۱۲ء | شمارہ:۸

نبوت
دل پر اترتی تھی
یا دماغ پر!

اسلام کی حقانیت

غیر مسلم مفکرین کی نظر میں

سردار امام بخش قیصرانی
کا قادیانیت سے
برأت کا اعلان

توبہ کی حقیقت و فضیلت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

وراثت کی تقسیم

الماس محمد سہیل، کراچی

س:...... میرے شوہر محمد سہیل کا انتقال ہوگیا ہے، ہماری دو بیٹیاں ہیں، ان دونوں بچیوں کی پرورش اور تعلیم و تعلم میرے ذمہ ہے۔ میرے شوہر نے ایک فلیٹ خریدا تھا، جس میں ہم رہ رہے ہیں، یہ فلیٹ میرے نام سے خریدا تھا اور مجھے تحفہ دیا تھا، جس کی رجسٹری بھی ہے اور گواہ بھی ہیں، فلیٹ خریدنے کے لئے میرے والد صاحب سے قرضہ لیا تھا جو ابھی دینا باقی ہے۔ مرحوم سہیل نے دو دکانوں میں سے ایک دکان اپنی مرضی اور خوشی سے مجھے تحفہ میں (گفٹ ڈیڈ) دی ہے، جب رجسٹرار اور وکیل آئے انہوں نے بھی محمد سہیل سے پوچھا کہ آپ اپنی مرضی سے دے رہے ہیں؟ ان کے بڑے بھائی محمد یاسین، میرے والد اور گواہوں نے اس گفٹ ڈیڈ پر دستخط کئے اور نشان انگوٹھے لگائے۔ مرحوم محمد سہیل کی دوسری دکان دو سال پہلے بیس لاکھ میں خریدی تھی، یہ دکان خریدنے میں پیسوں کی کمی کی وجہ سے میرا اور میری بیٹیوں کا سونا پونے چار لاکھ روپے کا شامل ہے، لیکن ابھی یہ دکان اوپن لیز پر ہے۔ اس دکان میں کوئی کرایہ دار بیٹھا ہے اور اس کو بھی خالی کروانے کے لئے تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے دینے ہوں گے۔ ایک گاڑی پرانی مہران سوزوکی ہے اور ایک پرانی موٹر سائیکل ہے، اب کیا کرنا ہے؟ موجودہ نقد رقم ۷۵۰۰۰ روپے ہے۔ محمد سہیل کے تین بھائی اور دو بہنیں ہیں، میری شادی سے پہلے میرے ساس اور سسر اللہ کو پیارے ہوچکے تھے۔ اب ان کے بھائی بہن شرعی طور پر اپنا حق مانگ رہے ہیں۔ شوہر کی وصیت تھی کہ بیماری کی وجہ سے نماز، روزے کافی گئے ہیں، ان کا فدیہ بھی ادا کرنا ہے۔ آپ شرعی طور پر بتائیں کہ محمد سہیل کے بھائی، بہنوں کا حق کس چیز میں بنے گا؟ فلیٹ، پہلی دکان، دوسری دکان، گاڑی کس میں ان کا حق بنے گا اور کتنا بنے گا؟ تفصیلاً راہنمائی کریں۔

ج:...... اگر یہ سوال نامہ حقائق پر مبنی ہے تو آپ کے مرحوم شوہر نے جو فلیٹ اور دکان آپ کو ہبہ کردی تھی اور آپ نے اس پر قبضہ کرلیا تھا تو یہ دکان اور فلیٹ آپ کی ملکیت میں شمار ہوگا۔ مرحوم کے ترکہ میں شامل نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ دوسری دکان یا اور کوئی چیز جو وقت وفات مرحوم کی ملکیت میں تھی وہ ترکہ کہلائے گی۔ لہٰذا سب سے پہلے مرحوم کے ترکہ میں سے اس کا قرض ادا کیا جائے۔ قرض ادا کرنے کے بعد جو ترکہ باقی بچے اس کے ایک تہائی میں سے مرحوم کی وصیت کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اس کے بعد بیماری کے دوران جو نماز، روزے چھوٹ گئے اور مرحوم نے ان کے فدیہ کی ادائیگی کی وصیت کی ہے تو وہ فدیہ ادا کیا جائے۔ ایک روزہ کا فدیہ، صدقۃ الفطر کے برابر ہے اور ایک نماز کا فدیہ بھی اسی قدر ہے۔ وتر سمیت ایک دن کی چھ نمازیں بنتی ہیں، یہ ساری وصیت ایک تہائی ترکہ کے اندر اندر نافذ ہوگی۔ اس کے بعد بقیہ ترکہ کو ۱۹۲ حصوں میں تقسیم کرکے ۲۴ حصے بیوہ کو اور ۶۴، ۶۴ حصے ہر ایک بیٹی کو اور ۱۰، ۱۰ حصے ہر ایک بھائی کو اور ۵، ۵ حصے ہر ایک بہن کو ملیں گے۔

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

مسجد کی جگہ پر امام یا موذن کا کمرہ بنانا

محمد ساجد، مانسہرہ

س:... ایک جگہ چھوٹی مسجد تھی، جسے گرا کر توسیع دی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ پہلی مسجد کی جگہ امام کا گھر یا موذن کا کمرہ یا مہمانوں کے لئے کمرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:... جس جگہ ایک بار شرعی شرائط کی رعایت کرتے ہوئے مسجد بنادی جائے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہے، اس کو کسی دوسرے کام کے لئے استعمال کرنا مثلاً مہمان خانہ بنانا یا موذن کا کمرہ یا امام کی رہائش گاہ بنانا شرعاً جائز نہیں ہے بلکہ اسے مسجد کے صحن کا حصہ بنادیا جائے اور ان ضروریات کے لئے الگ اراضی مختص کی جائے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری　صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی　مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱　یکم تا ۷ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹/فروری ۲۰۱۲ء　شمارہ:۸

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سردار امام بخش خان قیصرانی.....	۵	محمد اعجاز مصطفی
توبہ کی حقیقت وفضیلت	۷	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی
اسلام کی حقانیت..... غیر مسلم مفکرین کی نظر میں	۱۱	جناب خالد محمود صاحب
آنحضرت ﷺ کا لطف وکرم	۱۵	شاہ بلیغ الدین مرحوم
نبوت دل پر اترتی ہے یا دماغ پر؟	۱۶	علامہ ڈاکٹر خالد محمود
شیخ الہندؒ حضرت مولانا محمود حسنؒ کی زندگی	۱۹	سیکنڈ مولانا خالد محمود سومرو
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۲۷۸۰۳۴۰ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری　مطبع: القادر پرنٹنگ پریس　طابع: سید شاہد حسین　مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

دنیا سے بے رغبتی

اُمیدوں کا کوتاہ ہونا

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

امام غزالی رحمہ اللہ نے ''اربعین'' میں دُنیا کی مثال بہت ہی عمدہ بیان فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''دُنیا توشۂ آخرت ہے، اور اس سے مقصود یہی ہے کہ مسافران بآسانی اپنا سفر ختم کرسکیں، مگر بے وقوف اور احمق لوگوں نے اسی کو مقصودِ اصلی سمجھ لیا اور طرح طرح کے مشغلوں اور قسم قسم کی خواہشوں میں ایسے پڑے کہ آنے والے وقت کو بالکل بھول گئے۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص حج کی نیت سے روانہ ہو اور جنگل میں پہنچ کر سواری کے گھاس دانہ اور مرکب کے موٹا تازہ کرنے کی فکر میں لگ جائے اور ہم راہیوں سے پیچھے رہ جائے، افسوس ہے اس کی حالت پر کہ تن تنہا جنگل میں رہ گیا اور قافلہ کوچ کرگیا، جس نیت سے چلا تھا یعنی حج وہ بھی گیا گزرا ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ جنگلی درندوں نے موٹی تازی سواری کو بھی چیر پھاڑ ڈالا اور اس کو بھی اپنے منہ کا نوالہ بناگئے۔ یاد رکھو! کہ دُنیا آخرت کی کھیتی اور منزل کا پڑاؤ ہے، اور تم اپنے جسمِ خاکی پر سوار ہوکر سفرِ آخرت کر رہے ہو، اس لئے تم کو چاہئے کہ اپنی سواری کا گھاس دانہ بقدرِ کفایت اُٹھاؤ اور سفری ضرورتوں میں کام آنے والا سامان مہیا کرکے وہ بیج بوؤ جس کو آخرت میں کاٹو اور پھر دائمی زندگی آرام سے گزار سکو، اور اگر اس ماتحت سواری کی پرورش وفربہی میں مشغول ہوجاؤ گے تو قافلہ کوچ کرجائے گا اور تم منزلِ مقصود پر نہ پہنچ سکوگے۔

دُنیا میں مخلوق کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کشتی پر کچھ آدمی سوار ہوں اور کشتی کسی جزیرے کے کنارے پر آ ٹھہرے اور کشتی کا ملاح سواریوں کو اجازت دیدے کہ: جاؤ! جزیرے میں اُتر کر اپنی ضرورتیں پوری کر آؤ، مگر ہوشیاری سے کام لینا، جگہ خطرناک ہے اور ابھی سفر دُور دراز سر پر ہے۔ غرض سواریاں اُتریں اور اِدھر اُدھر منتشر ہوکر کئی اقسام پر منقسم ہوگئیں۔ بعض تو ضروری حاجت سے فارغ ہوتے ہی لوٹ پڑے اور فضول وقت گزارنا ان کو اچھا نہ معلوم ہوا۔ پس دیکھا کہ کشتی خالی پڑی ہے لہٰذا اپنی پسند کے موافق ساری کشتی میں اعلیٰ درجے کی ہوادار اور فراخ جگہ منتخب کرکے وہاں بیٹھ گئے۔ اور بعض جزیرے کی خوشگوار ہوا کھانے اور خوش اَلحان پرندوں کی سریلی آوازوں کے سننے میں لگ گئے، سبز مخملی فرش اور رنگ برنگ کے پھول بوٹوں اور طرح طرح کے پتھروں، درختوں کی گل کاریوں میں مشغول ہوگئے، مگر پھر جلدی ہوش آگیا اور فوراً کشتی کی جانب واپس ہوئے، یہاں پہنچ کر دیکھا کہ جگہ تنگ رہ گئی ہے اور پُربہار وفضا کی جگہوں پر ان سے پہلے آجانے والے لوگ بستر لگاچکے ہیں، لہٰذا اس تنگ ہی جگہ میں تکلیف کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اور چند لوگ اس جزیرے کی عارضی بہار پر ایسے فریفتہ ہوئے کہ دریائی خوشنما سیپیوں اور پہاڑی خوبصورت پتھروں کے چھوڑنے کو ان کا دل نہ چاہا، پس ان کا بوجھ لاد کر انہوں نے اپنی کمر پر رکھا اور سمندر کے کنارے پر پہنچے کہ کشتی پر سوار ہوں، دیکھا کہ کشتی لبریز ہوچکی ہے کہ اس میں نہ بیٹھنے کی جگہ ہے اور نہ اس فضول بوجھ کے رکھنے کے لئے کوئی مکان ہے، اب حیران ہیں کہ کیا کریں؟ اِدھر تو بوجھ کے پھینکنے کو نفس گوارا نہیں کرتا اور اُدھر اپنے بیٹھنے تک کو جگہ نہیں ملتی، غرض قہرِ درویش بر جانِ درویش، نہایت دِقت کے ساتھ ایک نہایت تنگ جگہ گھس بیٹھے اور کنکروں اور پتھروں کے بارِ گراں کو اپنے سر پر لادلیا، اب ان کی حالت کا تم ہی اندازہ کرلو کہ کیا ہوگی؟ کمر الگ دُکھے گی، گردن جدا ٹوٹے گی اور جس مصیبت وتکلیف کے ساتھ وقت کٹے گا اس کو ان کا ہی دِل خوب سمجھے گا۔ اور بعض لوگ جزیرے کے دِل افروز حسن پر ایسے عاشق ہوئے کہ کشتی اور سمندر سب کو بھول گئے، پھول سونگھنے اور پھل کھانے میں مصروف ہوگئے اور کچھ خبر نہ رہی کہ کہاں جانا ہے؟ اور یہاں رہ کر کن درندوں اور موذی جانوروں کی غذا بننا ہے؟ آخر سب کے بعد بادلِ نخواستہ ساحل پر پہنچے تو کشتی میں نام کو بھی جگہ نظر نہ آئی، تھوڑی دیر بعد کشتی لنگر اُٹھاکر وہاں سے چل دی اور یہ لوگ کنارے پر کھڑے حسرت بھری نظروں سے اپنے ہم راہیوں کو دیکھتے رہ گئے، آخرکار نتیجہ یہ ہوا کہ جزیرے کے درندوں نے ان کو پھاڑ ڈالا اور موذی جانوروں نے ان کے نازک اور خوبصورت بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ یہی حال بعینہٖ دُنیاداروں کا ہے، اب تم خود غور کرکے سمجھ لو کہ کن لوگوں پر کونسی مثال چسپاں ہوتی ہے۔''

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: یہ آدمی ہے، اور یہ اس کی اَجل ہے (جو قریب ہی کھڑی ہے)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک پشت کی طرف کیا، پھر اس کو پھیلایا اور فرمایا: اور وہاں اور وہاں (یعنی بہت دُور) اس کی آرزو ہے۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۵۷)

(جاری ہے)

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

سردار امام بخش خان قیصرانی کا

قادیانیت سے مکمل برأت کا اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ، وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاۗءِ ، كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ٥ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥“ (الانعام:۱۲۵تا۱۲۷)

ترجمہ:”سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں، اس کے سینے کو اسلام کے لئے کشادہ کردیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں، اس کے سینے کو تنگ، بہت تنگ کردیتے ہیں، جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے، اور یہی تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے، ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کردیا۔ ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور اللہ ان سے محبت رکھتا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے۔“

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ ”بیان القرآن“ میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

”جس شخص کو اللہ تعالیٰ نجات کے راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں، اس کے سینہ یعنی قلب کو اسلام کے لئے قبول کرنے کے لئے کشادہ کردیتے ہیں کہ اس کے قبول کرنے میں پس وپیش نہیں کرتا اور وہ نور مذکور بھی ہے۔ اور جس کو تکویناً وتقدیراً بے راہ رکھنا چاہتے ہیں، اس کے سینہ یعنی قلب کو اسلام کے قبول کرنے سے تنگ اور بہت تنگ کردیتے ہیں اور اس کو اسلام لانا ایسا مصیبت نظر آتا ہے جیسے کوئی فرض کرو آسمان میں چڑھنا چاہتا ہو اور چڑھا نہیں جاتا اور جی تنگ ہوتا ہے اور مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ پس جیسا اس شخص سے چڑھا نہیں جاتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر چونکہ ان کے کفر اور شرارت کے سبب پھٹکار ڈالتا ہے، اس لئے ان سے ایمان نہیں لایا جاتا اور اوپر جو اسلام کا ذکر ہے تو یہی اسلام تیرے رب کا بتایا ہوا سیدھا راستہ ہے، جس پر چلنے سے نجات ہوتی ہے.... اور اسی صراط مستقیم کی توضیح کے لئے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کردیا ہے جس سے وہ اس کے اعجاز کی تصدیق کریں اور پھر اس کے مضامین پر عمل کرکے نجات حاصل کریں، یہی تصدیق وعمل صراط مستقیم کا مل ہے۔“

کچھ یہی حال جناب سردار امام بخش خان قیصرانی کا ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچی تعلیمات کی پیروی اور آقائے نامدار، خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہونے کی سعادت نصیب فرمائی۔ سردار صاحب کے مسلمان ہونے کی روئیداد کیا ہے؟ یہ بتانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالعزیز لاشاری مدظلہ کہتے ہیں:

سردار امام بخش خان قیصرانی کے بارہ میں مشہور تھا کہ یہ قادیانی ہیں، اسی بنا پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کے خلاف بھرپور تحریک چلائی۔ جس کے نتیجے میں تحصیل تونسہ شریف کی مذہبی قیادت نے سردار صاحب کا سیاسی وسماجی بائیکاٹ کیا۔ ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۱ء کو جامعہ محمدیہ میں سردار امام بخش خان صاحب نے علماء ختم نبوت سے رجوع کیا، جن کا ایک نمائندہ اجلاس ہوا، جس میں مولانا محمد شریف حیدری، مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد رمضان ریتڑہ، مولانا عبدالغفور سبحانی وہوا، شیخ الحدیث حبیب الرحمٰن عثمانی، سابق مبلغ ختم نبوت مولانا عبداللطیف، مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کے صاحبزادے مولانا محمد ابوبکر تونسوی، حکیم عبدالرحمٰن جعفر، حکیم عبدالرحیم جعفر، امیر محمد بگٹی شریک ہوئے۔ ان حضرات کے سامنے سردار صاحب نے قادیانیت سے مکمل برأت کے اعلان کا ارادہ ظاہر فرمایا اور اپنی غلطیوں کے ازالہ کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد سردار صاحب خود بخود تبلیغی جماعت میں چلے گئے، اور اپنے گھر میں بھی خواتین کا ایک تبلیغی پروگرام رکھا، جس میں دو عالمہ خواتین نے آ کر سردار صاحب کے اہل خانہ کو دین اسلام کی تبلیغ کی۔ اس تقریب میں سردار صاحب کے اہل خانہ نے ختم نبوت پر کامل ایمان کا اظہار کیا، تمام شرعی تقاضے پورے کرنے کے بعد سردار امام بخش خان قیصرانی چیف آف شیر گڑھ نے ۲۹ رجنوری بعد نماز مغرب پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کی موجودگی میں قادیانیت سے مکمل برأت کا اعلان کیا۔ اس موقع پر مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی ظفر اقبال، مولانا محمد اقبال مبلغ ضلع ڈیرہ غازی خان، مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا غلام حسین شیر گڑھی، مولانا جمیل احمد شیر گڑھی کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی جامعہ محمدیہ تونسہ شریف بھی موجود تھے۔ سردار صاحب نے گواہوں کی موجودگی میں مندرجہ ذیل تحریر پر دستخط کئے:

”منکہ مسمی سردار امام بخش خان قیصرانی ولد سردار سیف الرحمٰن خان قیصرانی سکنہ شیر گڑھ تونسہ شریف ڈیرہ غازی خان خداوند قدوس کو حاضر وناظر جانتے ہوئے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر مشروط طور پر آخری نبی ورسول مانتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ولد مرزا غلام مرتضیٰ سکنہ قادیان ضلع گورداسپور انڈیا کو دعویٰ نبوت میں دجال وکذاب، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ نیز مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مذہبی مصلح ماننے والے قادیانی اور لاہوری گروپوں جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں کو بھی دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ نیز آئندہ میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اللہ پاک مجھے دین اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت پر استقامت عطا فرمائیں۔ آمین۔

سردار امام بخش خان قیصرانی“

گواہان: حبیب الرحمٰن، غلام حسین شیر گڑھ، جمیل احمد شیر گڑھ، محمد اقبال

سردار صاحب نے امیر مرکزیہ کو اپنے پاس شیر گڑھ آنے کی دعوت دی، اس پر حضرت امیر مرکزیہ نے وعدہ فرمایا کہ ضرور آؤں گا اور وہاں انشاء اللہ ختم نبوت کا پروگرام بھی منعقد ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین نے سردار صاحب کے لئے دین پر استقامت کی دعا کی۔ تحصیل تونسہ شریف کے نائب امیر مولانا محمد شریف حیدری، جنرل سیکریٹری حکیم عبدالرحیم جعفر، خان امیر محمد بگٹی، سب تحصیل وہوا کے امیر مولانا عبدالغفور سبحانی، ضلع ڈیرہ غازیخان کے امیر مولانا عبدالرحمٰن غفاری، ضلعی جنرل سیکریٹری مولانا غلام اکبر ثاقب، ضلعی سرپرست پیر طریقت مولانا محمد اسحاق نقشبندی، مولانا عبدالقدوس چشتی، مولانا ابوبکر تونسوی نے سردار امام بخش خان قیصرانی کو قادیانیت سے مکمل برأت اور دین اسلام قبول کرنے پر مبارکباد پیش کی۔

ہم قادیانی جماعت اور ان کی نوجوان نسل سے یہی کہتے ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آپ کو دعوت دیتی ہے کہ آپ حضرات مرزا غلام احمد قادیانی سے اپنا دامن چھڑا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جائیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے جہاں آپ کی دنیا بنے گی، وہاں آپ کی آخرت بھی سنورے گی۔ ادارہ ہفت روزہ ختم نبوت جناب سردار امام بخش خان قیصرانی کو اسلام قبول کرنے پر دلی مبارکباد دیتا ہے اور ان کے لئے دین پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرتا ہے: ربنا فاغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکٰفرین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین

توبہ کی حقیقت وفضیلت

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

ضبط وترتیب: مفتی ظفر اقبال

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت جنات کو انسانوں سے پہلے پیدا کیا اور یہ جنات میں سے تھا جس کو ہم ابلیس کہتے ہیں، بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ جس طرح سے آدم علیہ السلام، اولاد آدم کے باپ ہیں، اسی طرح سے جنات کا اصل یہ ہے، یہ بات کہ جنات کو پہلے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو بعد میں پیدا کیا، یہ سورۂ حجر کے دوسرے رکوع میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے: "والجان خلقناہ من قبل من نار السموم" من قبل کے لفظ سے مجھے غرض ہے کہ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے آدم کا ذکر کیا اور اس کے بعد ہے کہ اس سے پہلے ہم نے ابلیس کو آگ سے پیدا کیا، اس لئے میں جو کہہ رہا ہوں کہ جنات کو اللہ تعالیٰ نے پہلے پیدا کیا ہے، یہ بات قرآن کریم میں صراحتاً آئی ہوئی ہے۔

اور یہ بات بھی صراحتاً آئی ہوئی ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے اور جنات کی تخلیق آگ سے ہے یہی آیت جو ابھی میں نے پڑھی ہے اس میں صراحت ہے کہ جنات کی تخلیق آگ سے ہے اور آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہے، یہ بات قرآن کریم کی بہت ساری آیات میں مذکور ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا تھا ہم اس حکمت تک نہیں پہنچ سکتے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے معاملات کو اپنی عقل کی گرفت میں لانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، عقل بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، مخلوق اپنے خلاق پر حاوی نہیں ہوسکتی، اس لئے اللہ تعالیٰ کے معاملات میں چوں چرا کرنا اپنی حد سے تجاوز کرنا ہے، اپنی حد کے اندر رہنا چاہئے، جو بات صراحت کے ساتھ ثابت ہوجائے سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس کو ماننا ہمارا حق ہے، وہ جو کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں "لا یسئل عما یفعل" اس سے سوال نہیں کیا جاسکتا کہ کیوں کیا؟ یہ اعلان ہے اس کی طرف سے۔

آدم علیہ السلام اور اولاد آدم کی خصلت:

میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ یہ دو مخلوقیں ہیں، بعد میں اس سے دو گروہ نمایاں ہوئے، ایک گروہ نمایاں ہوا آدم علیہ السلام کی خصلت پر کہ غلطی ہوگئی رونے لگ گئے معافی مانگ لی، یہ آدم علیہ السلام کی اولاد آدم کی صفت پر ہے کہ غلطی ہوگئی اقرار کرلیا انکار نہیں کیا، جب تک اپنے مالک کو راضی نہیں کرلیا روتے ہی رہے، روتے ہی رہے۔ مطلب یہ کہ آدم علیہ السلام چونکہ پہلے شخص تھے جن کے ساتھ واقعہ پیش آیا، تو ہمارے ابا کو یہ طریقہ بھی نہیں آتا تھا کہ اللہ کو منانا کیسے ہے؟ اب رو رہے ہیں بولتے کچھ نہیں، کہہ کچھ نہیں سکتے آتا ہی کچھ نہیں کیا کہیں؟ اب اس ارحم الرحمین کو رحم آیا، اس نے طریقہ بتایا کہ میرے سامنے معافی مانگنے کا یہ طریقہ ہے: "فتلقی آدم من ربہ کلمات" "آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے، اللہ نے کہا کہ:

"ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین"

ترجمہ: "اللہ! ہم سے زیادتی ہوگئی، ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اپنا نقصان کیا، اگر آپ نے رحم نہ کیا تو ہم بہت خسارے میں چلے جائیں گے۔"

یہ اللہ تعالیٰ نے کلمات سکھائے۔

مثال سے وضاحت:

یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کا بچہ کوئی غلط کرے آپ نے اس کو پکڑ کر سمجھانا شروع کیا، یا مارنا شروع کیا، اب وہ رو تو رہا ہے لیکن اس کو یہ بھی پتہ نہیں کہ میں آپ کو راضی کیسے کروں؟ معافی مانگنے کا طریقہ کیا ہے؟ اب آپ اسے کہیں گے کہ کہئے مجھ سے غلطی ہوگئی، ایسے ہی کہا کرتے ہیں نا! بچوں سے کہلواتے ہیں کہ کہئے مجھ سے غلطی ہوگئی اور کہئے کہ آئندہ ایسے نہیں کروں گا، تو ہمارے محاورے کے مطابق بھی ایسا ہی ہے جب درخواست کا مضمون حاکم خود بتائے تو منظور کیوں نہیں ہوگی، جب حاکم کہے کہ تو لکھ کر لا تو پھر وہ منظور کیوں نہیں کرے گا؟ ایک تو ہے درخواست دی، اس نے کہا: اس میں یہ غلطی ہے لے جا، غلطیاں لگا کر درخواست واپس کردے اور ایک یہ ہے کہ مضمون خود بتائے کہ یہ لکھ کر لاؤ تو جب مضمون وہی ہے جو اس نے خود بتایا ہے تو پھر اس کو مسترد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوگی۔

اب یہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یوں کہئے: "ربنا ظلمنا انفسنا" غلطی کرنے میں حضرت حوا علیہا السلام ساتھ شریک ہیں، لیکن حوا علیہا السلام کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ساتھ نہیں کیا، صرف آدم علیہ السلام کا

ذکر ہے، حوا علیہا السلام کا ذکر نہیں ہے ہر معاملہ میں عورت کو مرد کے پیچھے چھپا کے رکھا ہے، غلطی دونوں نے کی ہے لیکن قرآن کریم کہتا ہے: ”عصیٰ آدم ربہ“ حضرت حوا علیہا السلام کا تذکرہ نہیں ہے، اب ایک طبقہ تو یہ پیدا ہو گیا جنہوں نے اپنے باپ کی سنت کو اپنایا۔ غلطی ہونا، یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق ہی ایسی بنائی ہے، غلطی تو اس نے کرنی ہی کرنی ہے، ایک گروہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے غلطیوں سے پاک رکھا ہے اور وہ ہے انبیاء علیہم السلام کا گروہ ان سے غلطی نہیں ہوتی، وہ معصوم ہیں، کیونکہ انہوں نے نمونہ بننا ہے۔ باقی انسان کی طبیعت میں ہے، اس کی فطرت کا تقاضا ہے کہ غلطی اس سے ہوتی ہے، بھول چوک ہو جاتی ہے ”نسی آدم فنسی ذریتہ“ آدم علیہ السلام بھی بھولے ہیں، ان کی اولاد بھی بھول جاتی ہے، آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی اولاد بھی خطا کر جاتی ہے۔

ابلیس کی خصلت:

اور ایک دوسرا گروہ ہے جو پہلے دن سے اللہ تعالیٰ کے سامنے اکڑنے والا ہے، رونا دھونا تو اپنی جگہ رہا، اللہ کے سامنے اکڑنے والا، اللہ نے حکم دیا کہ میرے خلیفہ کو سجدہ کرو فرشتوں کو حکم دیا صراحتاً، جب فرشتوں کو حکم دیا تھا جو اعلیٰ مخلوق تھی تو جو ادنیٰ مخلوق وہاں موجود تھی وہ بھی اس میں شامل تھی، جب فرشتوں کو حکم تھا جو اعلیٰ مخلوق تھی تو ادنیٰ کو تو بطریق اولیٰ اس کا حکم تھا، قرآن کریم میں صراحت ہے میں نے تجھے حکم دیا تھا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ ابلیس نے یہ نہیں کہا کہ فرشتوں کو حکم دیا تھا مجھے حکم نہیں دیا تھا، یہ نہیں کہا اس نے، یہ عذر نہیں کیا ”مامنعک ان تسجد اذ امرتک“ جب میں نے کہا تھا تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ وہ آگے سے کہتا ہے: کیوں کرتا سجدہ یہ تو عقل کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں اکڑ گیا، یہ تو عقل کے خلاف ہے، میں آگ سے پیدا ہوا ہوں آگ روشن ہے چمکدار ہے اور یہ مٹی سے بنا ہے، آگ مٹی کے مقابلہ میں افضل ہے، لہٰذا میں اس سے بہتر ہوں، کیوں؟ ”خلقتنی من نار وخلقتہ من طین“ اس کو مٹی سے بنایا ہے اور مجھے آگ سے بنایا ہے تو جو گھٹیا ہوتا ہے، عقل کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو حکم دیا جائے کہ وہ اعلیٰ کو سجدہ کرے یہ بڑھیا کو حکم دینے کا کیا مطلب؟ یہ اکڑ گیا، یہ اکڑ آ گئی اللہ کے حکم کے مقابلہ میں یہ قصہ یہیں سے شروع ہوا، جیسے اب بھی کچھ لوگ اللہ کا حکم آ جانے کے بعد آگے سے اکڑنا شروع کر دیتے ہیں وہ صحیح وارث ہوتے ہیں، اس کے یہ نکتہ یاد رکھنا انشاء اللہ العزیز آپ کے کام آئے گا۔

ابلیس کو اللہ کا جواب:

جب وہ اکڑ گیا تو اللہ اس کے ساتھ مناظرہ کے لئے نہیں بیٹھا کہ تو نے کیسے کہہ دیا آگ افضل ہے مٹی سے؟ مٹی میں یہ خوبی ہے، یہ خوبی ہے، یہ خوبی ہے، آگ میں یہ نقص ہے، مناظرہ نہیں کیا اللہ نے، یہ جو منطق اس نے چلائی اللہ کے سامنے اپنی عقل کے مقدمے جوڑ کر جیسے منطقی نتیجے نکالا کرتے ہیں، اس کا جواب پتہ ہے اللہ نے کیا دیا؟ ”فاخرج منھا فانک رجیم وان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین“ دفع ہو جا، یہاں سے نکل جا، مردود کہیں کا قیامت تک مردود ہے، یہ اللہ کا جواب ہے نکل جا، یہاں سے تو مردود ہے: ”ان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین“ قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے، بسا اوقات عقلمندوں کو ایسے ہی جواب دینا پڑتا ہے کہ عقل کو رکھو گھر، اللہ کے حکم کے مقابلہ میں تمہاری عقل کی کوئی قدر نہیں ہے پہلا سبق جو دیا ہے اس تصادم میں وہ یہی ہے۔

ایک طرف نیاز مندی ہی نیاز مندی ہے، غلطی ہو گئی ہے، حضور معاف کر دو، رو رہے ہیں بولا نہیں جاتا، عذر نہیں کیا جاتا اور ایک طرف اکڑ ہی اکڑ ہے۔

ابلیس کی دھمکیاں اور اللہ کا جواب:

توجہ کرو اس بات کو ذرا پلے باندھ لینا، ابلیس نے اللہ کے سامنے کہا: ”لاحتنکن ذریتہ“ میں اس کی ذریت کا احتناک کروں گا، یہ دھمکی دے رہا ہے اللہ کے سامنے، مجھے ذرا مہلت دے دیکھوں گا یہ تیرے فرمانبردار کیسے بنتے ہیں؟ میں انکی اولاد کا احتناک کروں گا اب رہی یہ بات کہ احتناک کیا ہوتا ہے؟ میرا خیال یہ ہے کہ اس مجمع کے اندر اکثریت شہری لوگوں کی ہے، کاروباری لوگوں کی ہے، کاشتکار اور زمیندار لوگ شاید کم ہوں گے وہ اس بات کو جلدی سمجھتے ہیں۔

بسا اوقات ایک بچھڑا اچھلتا بہت ہے، قابو نہیں آتا، اکڑتا ہے تو ان کاشت کاروں کی عادت ہے کہ اس کے منہ میں رسہ ڈال کر نچلا جبڑا اس کے باندھ دیتے ہیں جب نچلا جبڑا باندھ دیا جائے پھر جب وہ اچھلتا ہے تو جبڑا کھچتا ہے جبڑے میں تکلیف ہوتی ہے، اس لئے سکون سے کھڑا ہو جاتا ہے، اس کو احتناک کہتے ہیں، میں اس کی اولاد کو اس طرح قابو کروں گا دیکھوں گا حرکت کیسے کرتی ہے؟ ایک جگہ اس کے لفظ نقل کئے ہیں کہ ان میں ان کے آگے سے آؤں گا، پیچھے سے آؤں گا دائیں سے آؤں گا، بائیں سے آؤں گا۔

”لاتجد اکثرھم شاکرین“ ان کی اکثریت تیری شکر گزار نہیں ہوگی، یہ اس نے اللہ کے دربار میں دھمکیاں دی ہیں، اللہ نے فرمایا ٹھیک ہے تو اپنا زور لگا لے، میری طرف سے تجھے مہلت ہے جو چاہے کر، لیکن یاد رکھ تو بھی اور جو تیرے قبضے میں آ جائیں گے ان کے لئے جہنم کی آگ ہے، میرا کیا بگڑے گا میں سب کو اکٹھا کر کے جہنم میں بھیج دوں گا: ”لاملئن جھنم منک وممن تبعک منھم اجمعین“ تجھے بھی اور تیری اولاد کو بھی تیرے چیلے چانٹے جتنے ہوں گے سب کو اکٹھا کر کے جہنم میں بھیج دوں گا، اس کا نتیجہ پھر یہ ہوا اللہ کے سامنے اکڑ

دکھانے کا اور اللہ کے حکم کے مقابلہ میں عقل لڑانے کا، یہ ہے سلسلہ جو وہاں سے شروع ہوا اور قیامت تک اس قسم کے بدنصیب پیدا ہوتے رہیں گے جو اللہ کے حکم کے مقابلہ میں اپنی عقل کو ترجیح دیتے ہیں اور یہ اس کے صحیح وارث ہیں اور ان کے لئے بشارت قرآن کریم میں موجود ہے کہ اس قسم کے جتنے بھی لوگ ہوں گے سب کو اکٹھا کر کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا، اس میں اللہ کا کیا نقصان ہے؟

عاجزی کرنے والوں کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے:

اور دوسری طرف ہمارے بابا نے کی تھی نیاز مندی اس نے اللہ کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے اور رو دیا تھا تو رونے والوں کے لئے رحمت کا دروازہ اللہ نے ہمیشہ کے لئے کھول دیا ہے، غلطی کر کے رونے والوں کے لئے ہمیشہ کے لئے رحمت کا دروازہ کھلا ہے، کتنے بڑے بڑے جرم کر کے کیوں نہ آئے، تفصیل میں نہیں جاسکتا، وقت بھی کم ہے کتنے بڑے بڑے جرم اسی شہر میں ہوئے، کتنے بڑے بڑے مجرم موجود تھے، بتوں کو پوجنے والے صرف یہ نہیں کہ بتوں کو پوجا بلکہ اللہ کے نبی کے ساتھ جو برا سلوک کیا ہے وہ بھی سامنے ہے: مشرک تھے، نبی کے گستاخ تھے، نبی پر ظلم کرنے والے تھے، ستم کرنے والے تھے۔

اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس وقت آنکھیں کھلیں تو اب ان کو اپنے جرائم یاد آرہے ہیں کہ ہم نے تو بہت جرم کئے ہیں، اب ہم جائیں اللہ کے رسول کے سامنے تو کس منہ سے جائیں، اب ان کو اپنے جرائم یاد آرہے ہیں۔

میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے بعد مکہ سے مدینہ گئے، بہت ہوشیار صحابی ہیں، بعد میں مصر کے فاتح بنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے جا کر کہتے ہیں کہ ہاتھ بڑھایئے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی ہیں یہ تینوں اکٹھے گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مکہ نے آج تو اپنے جگر کے ٹکڑے ہماری طرف پھینک دیئے ہیں، ہاتھ بڑھایئے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ہاتھ بڑھا دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا، پہلے کہا کہ ہاتھ بڑھایئے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں: "ابسط یمینک لا بایعک" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھایا، انہوں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو یہ کیا؟

صلح چونکہ ہو چکی تھی، اس لئے آنا جانا شروع ہو گیا تھا، مشرک مدینہ جاتے تھے، مسلمان مکہ آتے تھے آمد و رفت شروع ہو گئی تھی وہ کہنے لگے کہ میں بیعت کرنے سے پہلے ایک شرط لگانا چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا؟ کہا کہ پچھلی غلطیاں معاف ہو جائیں، جو کچھ کیا تھا سب آنکھوں کے سامنے تھا، اگر غلطیوں کو سامنے لانا ہے تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ؟ ہم تو چھوٹ سکتے ہی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو تجھے معلوم نہیں: "ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ وان الھجرۃ یھدم ما کان قبلہ" جب انسان دارالکفر کو چھوڑ کر دارالاسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

مجھے کچھ یاد پڑتا ہے کہ اس روایت میں "ان الحج یھدم ما کان قبلہ" بھی ہے کہ حج کے ساتھ بھی سارے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو جب آپ نے اس کو بشارت دی تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو:

اس قسم کے اشکال کو دور کرنے کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت آئی جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عام اعلان کر دو: "یٰعبادی الذین اسرفوا" اومیرے بندو! جنہوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہوئی ہے۔ "لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ" اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، "ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا" بے شک اللہ تعالیٰ سارے ہی گناہ معاف کرنے والا ہے، یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے شرک کے زمانے میں زیادتی کی ہوئی تھی، عام معافی کا اعلان

بہاولنگر میں مولانا شجاع آبادی مدظلہ کی تبلیغی مصروفیات

۳ ربیع الاول کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرکزی جامع مسجد اشرف العلوم بخش خان میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا۔ مبلغ بہاولنگر مولانا محمد قاسم رحمانی نے چک نمبر ۸ سیٹھا والہ میں جمعہ پڑھایا، بعد نماز عشاء جامع مسجد اقصیٰ جنڈ والہ میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل بیان کیا۔ صبح ۴ ربیع الاول کو مرکزی جامع مسجد میں درس قرآن دیا، مبلغ بہاولنگر نے بے والی مسجد میں درس دیا، دن ۱۲ بجے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بار روم میں وکلاء سے خطاب کیا، آخر میں سوالات کی نشست ہوئی، ایک وکیل نے سوال کیا کہ مرزائی مسلمانوں کے ساتھ کھا پی سکتے ہیں؟ مولانا نے مدلل جواب دیا، جس کی وجہ سے صدر بار روم نے اسی وقت اعلان کر دیا کہ آئندہ سے مرزائیوں کے علیحدہ برتن ہوں گے، اس اعلان پر بار روم ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد مدینہ میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بیان کیا ۵ ربیع الاول کو جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر میں طلباء سے بیان کیا اور حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے حکم پر کہروڑپکا تشریف لے گئے۔

کر دیا گیا کہ مایوس نہ ہو جو کچھ ہو چکا سب معاف ہے، یہ اعلان ان کے متعلق ہے: "ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا" اس میں مغفرت ذنوب کا عمومی اعلان کیا گیا، اور مسئلہ یہی ہے کہ مشرک کافر شرک کے زمانے میں جتنی بھی برائیاں کر لیں، لیکن جب مسلمان ہوتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

مسلمان کے توبہ کرنے پر اللہ کی خوشی:

پھر مسلمان ہو جانے کے بعد اب ۔۔۔ دائرہ آ گیا اپنا فرمانبرداروں کا، اب اس میں اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول نے توبہ کی ترغیب بھی دی ہے اور ساتھ ساتھ کچھ ضابطے بھی بتائے ہیں، اصل کے اعتبار سے ان ضابطوں کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے ترغیب تو اتنی دی ہے کہ اگر میں توبہ کی ترغیب کی روایتیں سنانے لگ جاؤں تو وقت میں گنجائش ہی نہیں، قرآن کریم بھرا پڑا ہے توبہ کرنے کا مطالبہ، توبہ کے فضائل، حدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں، قرآن کریم میں بار بار آیتیں آئی ہوئی ہیں، لیکن ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ سب روایتوں کی جان ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک بھولا بھٹکا بندہ جو اللہ کے راستہ سے ہٹا ہوا ہے، اللہ کا باغی بنا ہوا ہے، اللہ کا نافرمان ہے، جب وہ اپنی غلطی کا احساس کر کے اللہ کے دروازے پر آتا ہے تو اللہ کو اتنی خوشی ہوتی ہے، اتنی خوشی ہوتی ہے جس کو ایک مثال کے ساتھ واضح فرمایا ہے، اللہ خوش ہوتا ہے کتنا خوش ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: فرض کرو کہ ایک آدمی ہے اس زمانہ میں بڑے بڑے ریگستانوں میں اونٹوں پر سفر ہوتا تھا، میلوں تک پانی نہیں ہوتا تھا، ریگستان میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ملتی تھی، ایک آدمی اونٹنی پر سوار ہے اور اپنا سارا زادِ راہ اس نے اس اونٹنی پر لادا ہوا ہے اور وہ جا رہا ہے، ایک جگہ جا کر کسی ضرورت یا آرام کے لئے اترا تو اس کی آنکھ لگ گئی اور جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اونٹنی کہیں بھاگ گئی، اونٹنی وہاں موجود نہیں ہے، اب آپ نہیں اندازہ کر سکتے کیونکہ ہمارے سامنے وہ حالات نہیں ہیں کہ جہاں میلوں پانی موجود نہ ہو کھانے کے لئے کوئی چیز موجود نہ ہو اور ایسے وقت میں سارا ہی زادِ راہ گم ہو جائے، پیدل سفر نہیں کر سکتا ریگستان میں تو وہ شخص اتنا پریشان ہوا اتنا پریشان ہوا ادھر دیکھا ادھر دیکھا، جب اس کی اونٹنی کہیں نظر نہ آئی تو کہنے لگا: اب تو مرنا ہی ہے چلو جہاں اونٹنی گم ہوئی تھی وہیں جا کے لیٹ جاتا ہوں، آنکھیں بند کر لیتا ہوں موت آ جائے گی تو مر جاؤں گا، بھوکا مر جاؤں گا، پیاسا مر جاؤں کہیں جانے کی طاقت نہیں ہے اور جو کچھ پاس تھا وہ سب گم ہو گیا۔

اب آپ اندازہ کریں کہ اس شخص کے دل و دماغ کے اوپر کتنا صدمہ ہوتا ہے جب وہ مرنے کی نیت سے لیٹا گویا کہ موت کے منہ میں چلا گیا، مرنے کی نیت سے لیٹا تو ذرا سی آنکھ لگ گئی اور جب تھوڑی دیر میں آنکھ کھلتی ہے تو وہی اونٹنی ساز و سامان کے ساتھ موجود ہے، اب اس اونٹنی کو دیکھ کر یہ سمجھو کہ یہ مرا ہوا زندہ ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتنا خوش ہوا اتنا خوش ہوا کہ خوشی میں عقل کھو بیٹھا، اب کہنا تو یہ تھا: "اللھم انت ربی و انا عبدک" کہ اے اللہ! واقعی تو میرا رب اور میں تیرا بندہ ہوں، میری ضرورت تو نے پوری کی ہے کہنا تو یہ تھا، لیکن اس کے منہ سے نکل گیا: "اللھم انت عبدی وانا ربک" کہ یا اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، اس کے منہ سے یہ نکل گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اخطاء من شدة الفرح" خوشی کی شدت میں اسے ہوش نہیں رہی، اس لئے منہ سے یہ نکل گیا، اب یہ خوشی کی انتہا ہے کہ اس کو یہ نہیں پتہ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں تو اس طرح خوشی میں انسان بسا اوقات ہوش کھو بیٹھتا ہے، فرمایا کہ جتنا گم شدہ اونٹنی کے ملنے پر خوشی اس شخص کو ہوئی ہے، اللہ! بندے کے توبہ کرنے سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے سبحان اللہ! بتاؤ اس سے زیادہ کیا تصور کیا جا سکتا ہے، اللہ کی خوشی کا، بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ کتنا خوش ہوتا ہے، اس مثال کے ساتھ سمجھایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کا اللہ کے دروازے پر لوٹ آنا اللہ کے لئے اتنا خوشی کا باعث ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ یہ روایت تمام روایات کی جان ہے، جن میں توبہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور توبہ کی ترغیب دی گئی ہے، اس سے زیادہ بڑھ کر کسی چیز کے ساتھ اس کو ظاہر نہیں کیا جا سکتا اتنا خوشی کا اظہار فرمایا ہے، توبہ کرنے والوں کے اوپر اللہ اتنا خوش ہوتا ہے۔

(جاری ہے)

جلسہ سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ

۱۲ ربیع الاول بروز اتوار مرکزی جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ایک عظیم الشان سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ کے موضوع پر بعد از نماز مغرب جلسہ منعقد ہوا، جس میں "سیرت" اور "ولادت باسعادت" کے حوالے سے عمدہ تقریریں ہوئیں۔ صدارت و سرپرستی مولانا غلام مصطفیٰ (مبلغ عالمی تحفظ ختم نبوت چناب نگر) نے کی، حمد و نعت کے ساتھ ساتھ مولانا محمد امین (مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت) مولانا غلام رسول دین پوری وغیرہ نے بیان کیا، جبکہ آخری بیان اور اختتامی دعا مولانا غلام مصطفیٰ نے کی۔ الحمدللہ! اختتام جلسہ تک شرکاء حضرات جم کے بیٹھے رہے۔ اختتام پر جناب محمد ظفر اقبال جٹ و دیگر احباب کی طرف سے کھانے کا انتظام بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو بھی قبول فرمائے۔

اسلام کی حقانیت....غیر مسلموں کی نظر میں!

جناب خالد محمود (سابق یوکیل لندن)

اسلام دین فطرت ہے، یہ امن و آشتی کا مذہب ہے، اسلام کی حقانیت کے غیر مسلم مفکرین بھی معترف ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ”غیر مسلم“ اہل علم کی رائے معلوم کرلی جائے کہ وہ ”اسلام“ کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

”پس وہ (تلاش کنندہ) یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ اسلام ایک ایسا عظیم اور سچا مذہب ہے جو اپنے متابعین کو انسانی اندھیرے اور گمراہیوں سے نکال کر روشنی اور سچائی کی بلند چوٹیوں تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔“ (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کی نظر میں، ص:۷۱)

امن و امان:

”ہسٹری آف دی مورش ایمپائر ان یورپ“ کے مصنف جناب ایس پی اسکاٹ کہتے ہیں:

”ہم کو چاہئے کہ اس غیر معمولی مذہب (اسلام) کی سرعت ترقی اور اس کے دوامی اثرات کی قدر کریں کہ جو ہر جگہ امن و امان، دولت و حشمت، فرخ و سرور اپنے ساتھ لے گیا۔“ (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کی نظر میں، ص:۷۵)

امریکا کے مشہور جریدہ ”لائف“ کے ایڈیٹر نے اسلام کی خوبیوں پر جو مضمون لکھا تھا، اس کے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

توحیدی دین:

”عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس توحیدی دین کی بنیاد ڈالی تھی، آگے چل کر اس نے ساری دنیا کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا، اسلام تمام مذاہب عالم میں آسان اور واضح ترین مذہب ہے، اس کی تعلیمات میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے، کوئی عقیدہ خلاف عقل نہیں ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا، انہوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ میں تمہاری ہی طرح ایک بندہ بشر ہوں، مجھے اللہ نے اپنا دین تم تک پہنچانے کے لئے منتخب فرمالیا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ایک تاریخی شخصیت ہیں، جن کی سیرت اور سوانح عمری ہمیں یقین کے ساتھ معلوم ہے، دوسرے مذاہب کے برعکس اسلام کا آغاز تاریخ کی روشنی میں ہوا۔

اکثر مغربی مورخین یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی فتوحات کا سبب یہ تھا کہ عرب کے ہمسایہ ملکوں میں بدنظمی پھیلی ہوئی تھی اور مسلمان اعلیٰ درجے کی عسکری قوت کے مالک تھے، لیکن یہ مفروضہ بالکل غلط ہے، ان کی فتوحات کا اصل سبب یہ ہے کہ اسلام نے ان کے اندر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور شہادت حاصل کرنے کا بے پناہ جذبہ بیدار کردیا تھا۔

اسلام کا معنی ہے مطیع ہوجانا یعنی اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کردینا، اس لئے ہر سچا مسلمان رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ نیز وہ اپنے خدا کو ہر جگہ حاضر و ناظر کرتا ہے، جس کی رفاقت کا احساس اسے بے خوف بنادیتا ہے۔

مسلمانوں کی نگاہ میں اسلام کو سیاست سے جدا نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اسلام ایک ہمہ گیر نظام حیات ہے، جو انسانی افکار اور اعمال کی ایسی رہنمائی کرتا ہے جس کی نظیر اہل مغرب کے یہاں ناپید ہے۔“

(اسلام غیر مسلموں کی نظر میں، ص:۲۸۴ تا ۲۸۵)

آداب:

موسیو سیدیو اسلام کے بارے میں کہتے ہیں:

”اسلام بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن میں تمام آداب و اصول حکمت اور فلسفہ موجود ہیں۔“ (اسلام غیر مسلموں کی نظر میں، ص:۲۲۷)

قرآن کی حکومت:

موسیو گاستن کار اسلام کے بارے میں کہتے ہیں:

”اسلام حقیقت میں اجتماعی مذہب ہے، جس کو دنیا کے ۲/۳ حصہ آبادی نے حق تسلیم کرلیا ہے، اسلام ہی نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے ہیں۔ روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا، مسلمان نیست و نابود ہوگئے، قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا دنیا میں امن قائم رہے گا؟ ہرگز نہیں۔“

(اسلام غیر مسلموں کی نظر میں، ص:۲۲۷)

”دین اسلام“ کی حقانیت پر حتمی مذکور یہ حوالہ

جات آنجناب کی خدمت میں پیش کئے ہیں، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام ایسا عالمگیر مذہب ہے کہ غیر مسلم بھی اس ''دین حنیف'' کو تمام انسانیت کے لئے ''سایہ عاطفت'' سمجھتے ہیں۔

نظریہ فطرت:

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے والے غیر مسلموں نے ''دین اسلام'' کو قبول کیا تو انہوں نے بے اختیار دین اسلام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا۔

ماہر علم الانسان، مصنف اور محقق کی حیثیت سے ڈاکٹر آر ایل میلما یورپ کے علمی حلقوں میں خاص عزت اور شہرت کے مالک ہیں، انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے کا طویل قصہ بیان کیا ہے، لہٰذا طوالت کے خوف سے یہاں ان کی وہ باتیں نقل کرتا ہوں جن کی بنا پر یہ اسلام سے متاثر ہوئے، وہ کہتے ہیں:

''اب میں یہ بتاؤں گا کہ اسلام کی کون سی باتوں نے مجھے متاثر کیا:

ا:... صرف ایک اعلیٰ و برتر ہستی، اللہ کا اقرار، یہ نظریہ فطرت کے اتنا قریب ہے کہ جو سوجھ بوجھ رکھنے والا کوئی بھی انسان اسے آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے، اللہ بڑا ہی بے نیاز ہے، سبھی مخلوقات اسی کی محتاج ہیں، وہ کسی کی اولاد نہیں مگر ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اور ساری کائنات میں کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے، وہ حکمت، طاقت اور حسن کا منبع ہے، وہ بڑا ہی مہربان اور بہت ہی زیادہ سخی ہے۔

۲:... اللہ کا اپنی کائنات، مخلوقات اور اشرف المخلوقات، انسان سے رابطہ براہ راست قسم کا ہے، اس تک پہنچنے کے لئے کسی درمیانی ذریعے کی ضرورت نہیں، اسلام میں عیسائیت کی مانند پاپائیت کا کوئی تصور نہیں، اس مذہب میں انسان اپنے اعمال و افعال کے لئے آزاد و خود مختار پیدا کیا گیا ہے۔ یہ دنیا اس کے لئے دار الامتحان ہے، جہاں اسے دوسری زندگی کے لئے تیاری کرنا ہے، وہ اپنے اچھے بُرے کا خود ذمہ دار ہے اور کسی دوسری کی قربانی اسے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

۳:... ''مذہب میں کوئی جبر نہیں''

''صداقت جہاں سے بھی ملے اسے قبول کرلو''

اسلام کے ان سنہرے اصولوں میں رواداری اور حق شناسی کا جو جوہر پایا جاتا ہے، اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔

۴:... اسلام انسانوں کو رنگ و نسل اور علاقے سے ماورا ہوکر رشتۂ اخوت میں منسلک کرتا ہے اور صرف یہی وہ مذہب ہے جس نے عملی طور پر اس اصول کو اپنا کر دکھا بھی دیا ہے۔ مسلمان دنیا میں کہیں بھی ہوں، وہ دوسرے مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں، خدا کے سامنے سارے انسان یکساں درجہ رکھتے ہیں، اس کا سب سے خوبصورت اور روح پرور مظاہرہ حج کے موقع پر احرام باندھ کر کیا جاتا ہے۔

۵:... اسلام زندگی میں روح اور مادے دونوں کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے اور انسان کی ذہنی و روحانی پرورش کا گہرا تعلق اس کی جسمانی ضرورتوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسے زندگی میں ایسا انداز اختیار کرنا چاہئے کہ روح اور جسم اپنے اپنے دائروں میں ترقی کرسکیں۔

۶:... شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کو ممنوع قرار دینے کا عمل اپنے اندر وہ عظمت رکھتا ہے جس نے اسلام کو دیگر مذاہب کے مقابلے میں صدیوں آگے لاکھڑا کیا ہے۔''

(ہم کیوں مسلمان ہوئے؟ ص:۲۲،۲۱)

خدا کا تصور:

جناب ابراہیم کوان صاحب انہوں نے ساٹھ سال کی عمر تک ایک پروٹسٹنٹ عیسائی کی حیثیت سے زندگی گزار دی اور اس دوران تقریباً تین سال تک کوالالپور (ملائیشیا) کے چرچ میں پادری کی خدمات بھی انجام دیں۔ لہٰذا دین اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اسلام کے بارے میں اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں:

''اس اندوہناک کیفیت کے برعکس اسلام زندگی گزارنے کا ایک درمیانہ اور متوازن لائحہ عمل دیتا ہے۔ اسلام مادیت اور روحانیت میں توازن پیدا کرتا ہے اور دونوں میں سے کسی کو نظر انداز نہیں کرتا۔ اسلام کا مطلب ہے اطاعت، اللہ کی اطاعت اور اس کے قوانین و احکامات کی پابندی، اس کی مخلوقات کی خیر خواہی اور معاشرے کی اصلاح و بہبود کی فکر۔

عیسائیت، تہذیب حاضر اور اسلام کے تقابلی مطالعے نے مجھے یکسو کردیا، میں نے دل کی انتہائی گہرائیوں سے اسلام قبول کرلیا اور سچے مسلمان کی طرح اسلامی قوانین کی پیروی قبول کرلی۔ اسلام نے مجھے یہ سکھایا کہ میں غریبوں اور ضرورت مندوں کی ضروریات و مشکلات کو سمجھوں اور ان کی مدد کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کروں، میں اپنے آپ کو بے حد خوش قسمت سمجھتا ہوں، جو کچھ اس نے مجھے عنایت فرمایا ہے میں اس پر قانع ہوں اور اس کے فضل و کرم کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جو وہ شب و روز ہم پر نازل کرتا ہے، ہمیں اس پُرآشوب دور میں صرف اللہ کی مدد درکار ہے۔ ہم اس سے تحمل، حلم اور محبت کی بھیک مانگتے ہیں تاکہ ایک پُرامن دنیا کی تخلیق کی جاسکے۔

ہاں اس امر کا بھی اظہار کرتا چلوں کہ قرآن میں کتنی ہی ایسی باتیں ہیں جن کی تصدیق بائبل بھی کرتی ہے۔ مثلاً اطاعت خداوندی، اخوت و مساوات زندگی بعد موت اور روز حشر پر یقین اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ صحیح معنوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر میں اب ایمان لایا ہوں، بمقابلہ اس دور کے جب نام نہاد "عیسائی" تھا۔

مختصراً اسلام کی جن تعلیمات نے مجھے اپنا اسیر بنالیا وہ یہ ہیں:

۱:...اسلام عیسائیت کے مقابلے میں کہیں زیادہ عقلی، عملی، قابل فہم، منطقی اور سادہ مذہب ہے۔

۲:...اسلامی عبادات اللہ سے براہ راست تعلق جوڑتی ہیں۔

۳:...اسلام میں خدا کا تصور بڑا ہی باوقار اور پرشکوہ ہے۔

۴:...اسلامی عبادات میں زندگی اور تکمیل کا احساس ہوتا ہے۔ عیسوی طرز عبادت کی طرح ادھورا پن نہیں ہے۔

۵:...قرآنی تعلیمات کے مطابق مسلمان گزشتہ ساری کتابوں کو مقدس اور الہامی مانتے ہیں۔ اگرچہ وہ تحریف کی نذر ہوچکی ہیں۔ قرآن ہر قسم کی ترمیم و تبدیلی سے محفوظ ہے اور پہلی کتابوں اور رسولوں کی تصدیق کرتا ہے۔"

(ہم کیوں مسلمان ہوئے؟ ص:۲۶)

پیدائشی مسیحی:

جناب شیخ بشیر احمد صاحب ۱۹۲۸ء میں ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں دھیان گالو کے ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے اور ان کے والد متھیاس صاحب پادری تھے، بشیر احمد شاد صاحب نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ یہ تھے:

"بچپن سے سنتا آرہا تھا کہ اسلام ظلم و تشدد کا علمبردار ہے اور یہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے، جبکہ عیسائیت محبت و اخلاق سے پھیلی ہے، اس میں کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کی جاتی۔

مگر پیدائشی مسیحی ہوتے ہوئے بھی یہ بات میرے مشاہدے میں آتی رہی کہ برصغیر میں انگریزوں کے آنے کے بعد لوگ پیار و محبت سے عیسائی نہیں ہوئے بلکہ انہیں دنیاوی لالچ دے کر عیسائی بنایا گیا اور روحانی سکون کی طرف کھینچنے کی بجائے انہیں دنیاوی عیش و آرام کی طرف اکسایا جاتا تھا، چنانچہ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ پاک و ہند میں جتنے لوگ بھی عیسائی ہوئے وہ کسی نہ کسی دنیاوی مفاد اور لالچ میں گرفتار ہوئے۔

پھر یہ بات بھی میرے تجربے میں آئی کہ غیر ملکی مشنری امریکا اور یورپ سے بھاری رقمیں منگاتے تو مقامی عیسائیوں کی امداد کے نام پر ہیں مگر وہ خرچ اپنی ذات پر کرتے ہیں، انہیں کالے عیسائیوں سے کوئی محبت نہیں ہوتی، وہ اس کو کاروبار سمجھتے ہیں اور تبلیغ کے نام پر دراصل خود گھر سے اڑاتے ہیں، بلکہ یورپ کی طاقتوں نے خصوصاً اسلام کو ختم کرنے کے لئے بڑے سے بڑے ظلم اور دھونس اور دھاندلی سے بھی گریز نہیں کیا۔

اس کے برخلاف مجھے یاد نہیں کہ پاکستان میں کبھی کسی غیر مسلم کو مسلمان ہونے پر مجبور کیا گیا ہو، یہی عالم دوسری اسلامی دنیا کا ہے۔ ہندوستان میں صدیوں تک مسلمان حکمران رہے مگر ہندو آخر تک اکثریت میں رہے اور آزادی سے اپنے مذہب پر عمل کرتے رہے۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا میں کبھی اسلامی فوجیں گئی ہی نہیں مگر وہ اکثریتی مسلم ممالک ہیں۔ تلوار تو دفاع کے لئے ہے یا ظالم انسان دشمن قوتوں کے لئے ورنہ نبی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے لے کر ساری اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ اسلام رحم و کرم، محبت و شفقت اور انسانی ہمدردی کا بے نظیر مرقع ہے اور اس پر تشدد کا الزام جھوٹ اور بہتان کے سوا کچھ نہیں۔"

آگے چل کر شیخ بشیر احمد شاد مزید کہتے ہیں:

بلا امتیاز:

"دین اسلام کے جس پہلو نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ مساوات کی تعلیم ہے۔ حلقہ اسلام میں بلاامتیاز سب مسلمان برابر ہیں، فضیلت ہے تو صرف نیکی، پارسائی اور تقویٰ پر پرہیزگاری کی۔ مساجد میں حاکم و محکوم، گورے کالے، امیر غریب سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہاں عیسائیوں کی مانند گوروں اور کالوں کے گرجے الگ الگ نہیں ہوتے، امیر لوگ عبادت کے وقت کرسیوں پر نہیں بیٹھتے نہ غریب اور ناخواندہ لوگ فرش پر بیٹھتے ہیں، بلکہ یہاں تمام کی حیثیت برابر اور یکساں ہے۔ اسلام مساوات اور احترام انسانیت کا مذہب ہے اور جس دین میں مساوات ہے وہی دین حق ہے۔"

(ہم کیوں مسلمان ہوئے؟ ص:۶۳، ۶۴)

اوپر "غیر مسلموں" اور "نومسلموں" کی ان شہادتوں سے امید ہے کہ آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اس "دین اسلام" کن خوبیوں اور اچھائیوں کا مرقع ہے؟ اس لئے دشمنان اسلام کی خدمت میں درخواست ہے کہ تعصب کی عینک اتار کر "دین اسلام" میں موجود "توحید خالص" کی دعوت پر غور کیا جائے۔ ☆☆☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم

شاہ بلیغ الدین مرحوم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر دکھا کر عمیر نے پوچھا کہ: اسے پہچانتے ہو؟ صفوان سمجھ گیا کہ کس کی چادر تھی، مگر منہ سے وہ کچھ نہ بولا، عمیر بن وہب نے اس چادر کو فرط عقیدت سے چوما، آنکھوں سے لگایا پھر بتایا کہ یہ ردائے مبارک جمیل الشیم، شفیع الامم، صاحب الجود والکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، صفوان! تم بڑے خوش نصیب ہو کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چادر عنایت فرما کر تمہیں امان دی ہے۔

صفوان بن امیہ پونڑوں کا رئیس تھا، بت پرستی اور رنگ رلیوں میں اس کا دل خوب لگتا، اسلام سے اسے بیر تھا، یہ دشمنی اس وقت اور بھی بڑھی جب جنگ بدر میں اس کا باپ امیہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا، پھر تو اس کے سینے میں وہ آگ بھڑکی، وہ آگ بھڑکی کہ وہ شہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جلنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے درپے ہو گیا۔

بڑی کوششوں سے اس نے عمیر بن وہب کو ملا لیا، زہر میں بجھا ہوا ایک خنجر اسے فراہم کیا، بہت سا زر نقد دیا، اس کے بال بچوں کی پرورش کا ذمہ لیا اور اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ مدینۃ النبی میں کچھ دن کے لئے جا رہے اور موقع ڈھونڈ کر ... خاکم بدہن ... رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ناپاک خنجر کا نشانہ بنائے، انسانی جان کی بڑی اہمیت ہے، اللہ تعالیٰ نے بار بار خبردار کیا ہے کہ محض دشمنی کی بنا پر یا مال و دولت کے لئے کبھی کسی کی جان نہ لینا، ہمیں بتایا گیا ہے کہ نماز کے بعد سب سے پہلے خون کے دعوے پیش ہوں گے، اگر کسی نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تو گویا اس نے ایک پوری نسل کو ختم کر دیا، ایک جگہ ارشاد ربانی ہے کہ: ”کبھی کسی جان کو، جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے، ناحق قتل نہ کرنا۔“

جو لوگ خاندانی یا سیاسی جھگڑوں، کسی اشتعال یا حرص و ہوس کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے بندوں کی جان لیتے ہیں، وہ بہت بڑے ظالم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے، توبہ کے دروازے اس نے سب پر کھلے رکھے ہیں، لیکن قاتل پر توبہ کے دروازے بند ہیں، اس لئے کہ اپنے گناہ تو وہ معاف کر دیتا ہے لیکن بندوں کے آزار وہ معاف نہیں کرتا۔ سنن ابن ماجہ میں ہے، ایک موقع پر ارشاد نبوی ہوا کہ ”ایک مسلمان کے ناحق مارے جانے کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کا مٹ جانا زیادہ آسان ہے... اس سے بڑھ کر خون انسانی کا احترام اور کیا ہوگا؟

طبقات ابن سعد میں ہے کہ عمیر بن وہب مدینہ پہنچے اور کچھ دن وہاں رہے تو ان کے دل کی کیفیت ہی بدل گئی۔ ایک بار چہرۂ انور پر نگاہیں کیا پڑیں کہ دل روشن ہو گیا، انہوں نے زہریلا خنجر جانے کہاں پھینک دیا؟ دوڑے دوڑے مسجد نبوی پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر بیعت کر لی، بیعت ہی نہیں کی بلکہ اپنی آمد کی ساری تفصیل بھی کہہ سنائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے سب کچھ سنتے رہے، غم و غصے کا ذرا اظہار نہ کیا۔

ہجرت کے آٹھویں سال اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے نکلے تو عمیر بن وہبؓ بھی ہمرکاب تھے، یہاں پہنچ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو امن عام عطا فرمایا، اس طرح امت مسلمہ کو سبق دیا کہ سیاسی جھگڑے ہوں یا عقائد و نظریات کے بکھیڑے... اگر عفو و درگزر سے کام لیا جائے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

صفوان بن امیہ اور اس کے بہت سے ساتھی اسلامی لشکر کو دیکھ کر ہی مکہ سے فرار ہو گئے تھے، عام معافی کے باوجود ان گناہگاران ازلی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ لوٹ آتے، عمیر بن وہبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ صفوان میرا دوست ہے، وہ مارے ڈر کے مکہ چھوڑ کر جدہ چلا گیا ہے، رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم اپنے دوست کو بلا لو، میں نے اسے امان دی۔

عمیرؓ یہ سن کر نہال ہو گئے، عرض کیا کہ یا حبیب اللہ! کوئی نشانی عطا ہو کہ اسے دیکھ کر صفوان کو اپنی جاں بخشی کا یقین آ جائے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم اطہر پر سے چادر اتار کر انہیں عنایت فرمائی۔ عمیرؓ دونوں جہاں کی دولت سمیٹ کر سیدھے جدہ پہنچے اور صفوان کو اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری سنائی۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ صفوان جدے سے لوٹا تو سیدھا خدمت نبوی میں پہنچا، عرض کیا کہ: ’’مجھے آپ دو مہینے مہلت دیں تو میں سوچ لوں کہ مجھے کیا کرنا ہے؟‘‘ استیعاب میں ہے، ارشاد نبوی ہوا کہ: تمہیں چار مہینے کی مہلت ہے، اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اسے مہلت دی، بلکہ جنگ حنین سے لوٹتے ہوئے اسے سو اونٹوں کا فیاضانہ عطیہ بھی دیا تاکہ اسے یقین ہوجائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس کے خلاف ذرا بھی میل نہیں۔

بات یہ ہے کہ ہمارے دین میں زور اور زبردستی ہے ہی نہیں۔ اگر مسلمانوں نے جبر واکراہ سے کام لیا ہوتا تو سات سو برس حکمرانی کرنے کے بعد آج بھارت میں ایک ہندو نہ دکھائی دیتا، ہسپانیہ کی مثال دنیا کے سامنے ہے، وہاں بھی ہم نے کوئی آٹھ سو برس تک حکمرانی کی مگر مقامی آبادی کی نسل کشی کا خیال بھی ہمارے دل میں نہ آیا اور جب بازی پلٹی تو انہیں ناشکروں نے مسلمانوں کے خون سے ایسی ہولی کھیلی کہ آج ہسپانیہ میں ایک مسلمان نہیں ملتا۔

ہمیں رنگ ونسل، زبان ومذہب کے نام پر کسی طرح کا تعصب روا رکھنے کا حکم نہیں۔ اسلام نے محبت اور عافیت کا پیام عام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ یہی ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرکے صفوان بن امیہ بت پرستی پر قائم رہا، یہ اور بات ہے کہ اس کا ضمیر اسے ڈسنے لگا اور زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ وہ ایمان لے آیا (رضی اللہ عنہ)، کیونکہ اسے رؤف ورحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف وکرم بھولتا نہ تھا۔

☆☆......☆☆

اوکاڑہ میں قائدین ختم نبوت کی تبلیغی مصروفیات

اوکاڑہ، قصور.... ربیع الاول میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین نے ان شہروں اور قرب وجوار میں مختلف تبلیغی واصلاحی پروگرام منعقد کیے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۷ر ربیع الاول... ۳۱ر جنوری ۲۰۱۲ء بعد نماز مغرب جامع مسجد امیر معاویہؓ طوطل چوکی میں ختم نبوت کے مرکزی بزرگ راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عنوان پر بیان ہوا۔

۸ر ربیع الاول... یکم فروری بعد نماز فجر مسجد فاروق اعظمؓ چوکی شہر میں درس قرآن ہوا۔ میزبانی مولانا عبدالوحید اور قاری نور محمد شاکر ناظم دارالعلوم دیپیہ والوں نے کی۔ دوپہر کے وقت بار روم میں وکلاء کے ساتھ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہم کا ایمان افروز بیان اور سوالات وجوابات کی نشست ہوئی، مہمانی کی فرائض عزت مآب چوہدری غلام عباس تمنا ایڈووکیٹ نے انجام دیے، بعدازاں جامع مسجد شاہی دیپال پور میں مولانا سید انور شاہ سے ملاقات کی، مغرب کی نماز جامع مسجد ریاض الجنہ میں پڑھی، حافظ محمد شعبان صدیقی نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس سے حویلی لکھا میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے راہنما مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری آف ساہیوال، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عبدالرزاق مجاہد کے بیانات ہوئے۔ مولانا عبدالجبار، چوہدری اقبال، مقبول احمد تبسم غوری کو میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔

۹ر ربیع الاول... ۲ر فروری جامعہ مدنیہ بصیر پور میں شاہین ختم نبوت کا بیان طلبا اور عوام الناس سے ہوا، بعد نماز ظہر تا عصر منڈی احمد آباد ختم نبوت کانفرنس سے قائدین کے بیانات ہوئے۔ قاری عبدالستار عثمانی، بابر سلطان مغل، حاجی محمد ابراہیم اور دیگر کارکنوں نے استقبال کیا، مہمانوں کی تواضع حاجی لیاقت زرگر نے کی۔

بعد نماز عشاء الٰہ آباد ضلع قصور میں مولانا عبدالرزاق مجاہد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہم کے علمی تفصیلی خطاب ہوئے۔ اس موقع پر نعت رسول مقبول حافظ محمد عمران مبارک آف کھڈیاں خاص نے پڑھی، پروگرام کی صدارت علاقے کی معروف علمی شخصیت مولانا مفتی عبدالعزیز عزیزی نے لی اور مولانا عبداللطیف نائب شیخ الحدیث نے مہمانوں کی تواضع کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد صادق، مفتی سیف اللہ خالد نے ادا کیے۔

۱۰ر ربیع الاول... ۳ر فروری جامعہ محمودیہ رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جمعہ پڑھایا، مولانا عبدالرزاق مجاہد نے مسجد الیاس میں خطبہ جمعہ دیا۔

نبوت دل پر اترتی ہے یا دماغ پر؟

علامہ ڈاکٹر خالد محمود

انسان کو اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ کے دو بڑے پیمانے عطا فرمائے ہیں۔ پورے بدن انسانی میں بس انہی کی فرمانروائی ہے، دماغ سوچتا ہے اور دل پورے بدن کے نظام کو چلاتا ہے دماغ ضرورتوں اور مقدمات کو ترتیب دیتا ہے اور دل بدن کی قریب کی اور انتہائی دور کی رگوں تک خون پہنچاتا ہے۔ دماغ فیل ہو جائے تو انسان زندہ رہ سکتا ہے اور دل فیل ہو جائے تو انسان زندہ نہیں رہتا، اس اعتبار سے اس کا مقام اونچا ہے۔

یہ دل ہی ہے جو پورے بدن میں خون دوڑاتا ہے پھر اس کی واپسی پر اس کو صاف کرتا ہے اور اسے پھر صالح بنا کر زندگی کی رگوں میں لے جاتا ہے اور اس کا یہ عمل اور اس کی یہ دھڑکن پل بھر کے لئے نہیں رکتی۔ خواہشات دل میں پیدا ہوتی ہیں اور اسی سے انسان کا نفس ناطقہ بنتا ہے دماغ ان خواہشات کے گرد پہرہ دیتا ہے اور اس کے سامنے اس کے نفع و نقصان کی راہیں کھولتا ہے۔

دل و دماغ میں محل اصلاح و فساد کون ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں محل صلاح و فساد دل ہے۔ دماغ صرف اسے تدبیریں مہیا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے بدن انسانی کی صلاح قلب سے وابستہ بتلائی ہے دماغ سے نہیں۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب۔" (صحیح بخاری ج:۱ص:۱۳)

ترجمہ: "خبردار! انسانی جسد میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو سارا بدن درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ فاسد ہو جائے تو سارا بدن فاسد ہو جائے گا، خبردار وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور جاہلیت کی ہر تعلیم اور حاصل کردہ تربیت کی نفی کی تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ آپ کی نبوت کسی سوچ فکر اور اکتساب کی پیداوار نہیں اور نہ یہ آپ کے دماغ کی کسی کاوش کا نتیجہ ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا:

"ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نوراً نھدی به من نشاء من عبادنا۔" (پ:۲۵)

ترجمہ: "اور آپ نہ پڑھتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتے تھے اپنے داہنے ہاتھ سے (اگر آپ ایسا کرتے) تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے ہیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک میں "امی" بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے کہیں کسی مدرسہ میں تعلیم نہ پائی تھی نہ کسی معلم کے آگے تعلیم و تعلم کی کوئی منزل طے کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بس اللہ تعالیٰ کا چناؤ تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا جو سکھایا۔ قرآن کریم میں ہے:

"وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔" (النساء:۱۱۳)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ نے اتاری آپ پر کتاب اور حکمت اور آپ کو سکھائیں وہ باتیں جو آپ جانتے نہ تھے اور اللہ کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے۔"

ان تفصیلات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ نبوت کا مورد دماغ نہیں اور نہ اس کے لئے دماغ کی کوئی پہلے سے تربیت کی جاتی ہے، انبیاء کرام علیہم السلام براہ راست اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہوتے ہیں، دوسرے دنیوی انسان کے سامنے وہ زانوئے تلمذ تہ نہیں کرتے اور کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس نے مجھ سے یہ تعلیم حاصل کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض مشرکین نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ آپ کو کوئی انسان سکھاتا ہے: "انما یعلمه بشر" اللہ تعالیٰ نے اس کی کھلی تردید فرمائی اور بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والا کلام اس بات کا شاہد عدل ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں اور نہ کسی انسانی سوچ کا نتیجہ ہے اور نہ یہ کسی انسانی تعلیم پر مبنی ہے، یہ صاف ستھرا کلام ہے کلام الٰہی ہے، جس

میں کسی بشر کے کلام کا التباس نہیں۔

مورد نبوت دل ہے دماغ نہیں:

نبوت کسی انسانی سوچ کی پیداوار نہیں ہوتی اور نہ یہ کسی قوت متخیلہ کا نتیجہ ہوتی ہے، نبوت براہ راست دل پر اترتی ہے دماغ پر نہیں، قرآن کریم میں ہے:

"نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین." (الشعراء:۱۹۳)

ترجمہ: "لے کر اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو ڈر سنا دینے والا۔"

ایک اور جگہ فرمایا:

"قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ۔" (البقرہ:۹۷)

ترجمہ: "سو اس نے (یعنی جبرائیل امین نے) تو اتارا ہے، یہ کلام ترے دل پر اللہ کے حکم سے۔"

اگر نبوت کا مورد دماغ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی نہ فرماتے کہ جبرئیل امین آپ کے دل پر اترے ہیں، ان کا آپ کے دل پر اترنا بتلاتا ہے کہ نبوت کا مورد دل ہے دماغ نہیں۔

شیخ اکبر ابن عربی لکھتے ہیں:

"اعلم ان الوحی لاینزل بہ الملک علی غیر قلب نبی اصلاً ولا یامر غیر نبی بامر الٰہی جملۃ واحدۃ." (فتوحات، ج:۳، ص:۳۸)

ترجمہ: "اور تم جان لو کہ فرشتہ وحی لے کر اس دل پر نہیں اترتا جو نبی نہیں اور نہ ہی غیر نبی کو کسی امر الٰہی کے لئے ایک جملہ بھی کہتا ہے۔"

دلوں پر اترنے والے فرشتے کا نام حضرت جبرئیل امین ہے اور دماغ پر اترنے والے سائے کا نام ٹیچی ٹیچی ہے، مرزا غلام احمد قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ اس پر آنے والے سائے کا نام ٹیچی ٹیچی تھا۔

(دیکھئے حقیقۃ الوحی، ص:۳۳۲)

یہ مرزا غلام احمد کے درشن کے لئے آتا تھا مگر بیٹھتا کرسی پر تھا، بڑا ہی بے ادب تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ ایک فرشتہ کو میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا، صورت اس کی مثل انگریزوں کی تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا تھا، میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت خوبصورت ہیں، اس نے کہا کہ ہاں میں درشنی ہوں۔

(تذکرہ اوہام، ص:۳۱)

ہم نے چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دور نہیں پایا، ورنہ ہم ان سے پوچھتے کہ یہ انگریز زیادہ خوبصورت تھا یا وہ ہندو لڑکا زیادہ حسین تھا؟ جسے آپ پاس رکھتے، جب کوئی الہام انگریزی میں ہوتا تو آپ اس کی طرف رجوع کرتے تھے۔

خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل و دماغ دونوں پر محنت فرمائی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے دلوں پر بھی محنت کی اور دماغوں پر بھی۔ آپ نے ان کے دلوں پر جو محنت کی وہ قرآن کریم میں "ویزکیھم" کے الفاظ میں مذکور ہے اور آپ نے ان کے دماغوں پر جو محنت کی وہ قرآن پاک میں "ویعلمھم الکتاب والحکمۃ" کے الفاظ مذکور ہیں۔

صحابہ کرامؓ کو جو مرتبہ ملا وہ اس اعتبار سے تو بے شک اللہ تعالیٰ کی عطا تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس دور میں پیدا کر دیا تھا لیکن تزکیہ اور تعلیم کی جہت سے بے شک وہ ایک اکتساب تھا۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اکتساب سے نہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے ملی تھی اور وہی جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں اتارے "اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" یہ عقیدہ کہ نبوت محنت اور ریاضت سے ملتی ہے ایک زندقہ والحاد ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صف اول کے مسلمانوں پر محنت کی، ان کے دلوں کو روشن کیا اور ان کے دماغوں کو بھی جلا بخشی یہاں تک کہ وہ پوری دنیا کے انسانوں کے لئے پیشوا کا درجہ پا گئے۔

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ." (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: "تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں لوگوں کے لئے حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو تم اللہ پر۔"

یہ جو کہا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، یہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی کیفیت واضح کی ہے یہ کوئی نصیحت نہیں کی جارہی، ایک خبر دی جارہی ہے، یہ ان کے دلوں کے خانوں کی ایک بیرونی آواز ہے جو پوری دنیا میں گئی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اچھی طرح آزما چکا تھا۔

"أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ." (الحجرات:۳)

ترجمہ: "وہی ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ تعالیٰ نے ادب کے واسطے ان کے لئے معافی اور بڑا ثواب۔"

فقہاء دماغوں پر اور روحانی شیوخ دلوں پر محنت کرتے ہیں:

اولیاء کرام اور مشائخ عظام کی محنت کا میدان

دلی ہوتا ہے دماغ نہیں۔ ان کی تعلیم ان کے اوراد و وظائف اور ان کے اشغال یہ سب دل کی اصلاح کے لئے ہوتے ہیں، کبھی یہ نہیں کہا جاتا کہ بزرگوں کی محنت دماغ ٹھیک کرنے پر صرف ہورہی ہے، یہ کیوں؟ اس لئے کہ یہ اولیاء ربانی اس بات میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہوتے ہیں جیسا کہ فقہاء دماغی جہد و وسعت میں انبیاء کے وارث ہوتے ہیں، انبیاء جب کوئی بات اجتہاد سے کہتے ہیں تو ان کا دماغ کام کرتا ہے اور جب وہ کوئی بات وحی خداوندی سے کہتے ہیں تو ان کا دل، ان کے وحی ربانی صرف دلوں پر اترتی ہے، وحی میں غلط نہیں پڑتی لیکن اجتہاد میں ان کا اپنا ذہن کام کرتا ہے، جس میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وحی کو مداخلت کرنی پڑتی ہے۔ نبی کو خطا پر رہنے نہیں دیا جاتا تاہم یہ بات صحیح ہے کہ اولیاء ابتداء سے ہی مورد الطاف ربانی ہوتے ہیں اور ان کی سند فقہاء کی نسبت عالی ہوتی ہے۔ فقہاء کرام کو یہ امتیاز حاصل ہوتا ہے کہ نبوت کی وراثت ان کے پاس واسطوں سے پہنچی ہے، براہ راست وہ خدا سے متعلق نہیں ہوتے، ولایت میں چونکہ پیغمبر کا واسطہ لازم نہیں ہوتا، اس لئے شریعت میں ولی کی بات حجت نہیں، یہاں فقیہ کا فیصلہ وراثت نبوت کہلاتا ہے، مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ لکھتے ہیں:

”صوفیاء کا عمل حلت و حرمت میں سند نہیں ہے، ہمیں اتنا کافی ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ملامت نہ کریں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں، اس معاملہ میں (یعنی حلت و حرمت) میں امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلیؒ ابوالحسن نوریؒ کا عمل۔“

(مکتوبات دفتر اول،ص:۲۰۲)

آپ ؒ لکھتے ہیں:

”احکام شرعیہ کے ثابت کرنے میں معتبر کتاب وسنت ہے اور مجتہدوں کا قیاس اور اجماع امت بھی حقیقت میں احکام کے مثبت ہیں، ان چار شرعی دلیلوں کے سوا اور کوئی ایسی دلیل نہیں جو احکام شرعیہ کو ثابت کرسکے، الہام حلت و حرمت کو ثابت نہیں کرتا اور باطن والوں کا کشف فرض وسنت کو ثابت نہیں کرتا ولایت خاصہ والے لوگ اور عام مومنین مجتہدوں کی تقلید میں برابر ہیں۔“ (مکتوبات دفتر دوم،ص:۱۶۱)

انبیاؑ کا دماغ ہمیشہ دل کے تابع رہتا ہے:

نبوت کا مورد دل ہے، جن دلوں پر نبوت اتری وہ کلی صلاح پاگئے، اسلام میں اصلاح کا عمومی مرکز دل ہے، اب اس صلاح کے بعد ان دلوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی آلائش نہیں رہی، اب ان کا دماغ بھی عام انسانی دماغ نہ رہا، وہ ہمہ تن ان کے دلوں کے تابع ہوگیا۔ انسان کو نیند کیوں آتی ہے؟ یہ ایک دماغی تھکاوٹ کے باعث ہے، انسان سو کر اٹھتا ہے تو اس کا دماغ تازہ دم ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نیند کے تقاضے کو آنکھوں تک محدود بتلایا اور دل کی بستی ہمیشہ آباد بتلائی جس پر اللہ تعالیٰ کا نور بے حجاب اترتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان عینی تنامان ولاینام قلبی۔“ (رواہ الشیخان)

ترجمہ: صرف میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا وہ بیدار رہتا ہے۔“

”انا معاشر الانبیاء تنام اعیننا ولا تنام قلوبنا۔“ (رواہ ابن سعد)

یہ صرف آپ اپنی خصوصیت ہی نہیں بتا رہے سب نبیوں کو اس صفت میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ رات کو سوتے انسان اپنے خیالات میں گم ہوجائے تو کبھی احتلام کی صورت بھی پیدا ہوجاتی ہے، نبی کو اس لئے احتلام نہیں ہوتا کہ اس کی صرف آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لم یحتلم نبی قط۔“ (رواہ الطبرانی)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ کوئی نبی کبھی محتلم نہ ہوا کیونکہ احتلام شیطان کے اثر سے ہے۔ (مدارج النبوۃ،ج:۱،ص:۵۲)

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ مورد نبوت دل ہے دماغ نہیں، اسی لئے نبوت میں تدریج نہیں نہ اس کے لئے کسی تعلیم کی ضرورت ہے، اس کے لئے کسی تشویق اور طلب کی بھی کوئی حاجت نہیں۔ دماغ صرف اس لئے ہے کہ وہ دل کے گرد حفاظت کا پہرہ دے۔ عقل وحی کی خادم بن کر چلے گی گو کبھی اللہ تعالیٰ عقلی اقتضا کو نبوت کے گرد سے اٹھادے اور نبی کے ہاتھوں کھلے معجزات ظہور میں آئیں، یہ وہ وادی ہے جہاں صرف ایمان چلتا ہے اور عقل بالکل عاجز نظر آتی ہے، اسی لئے ایسے اعمال کو معجزات کہتے ہیں۔ معجزات کے پیچھے اسباب کی کوئی علت نہیں ہوتی

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

سو اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ دل و دماغ کے پیمانوں میں دل سبقت لے گیا اور دماغ اس کے ساتھ ساتھ چلا ہے۔ جس طرح چاند سورج کے پیچھے پیچھے آتا ہے۔

(جاری ہے)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی زندگی!

مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب نے یہ مقالہ ڈسٹرکٹ کونسل ہال سکھر میں بتاریخ ۲۱؍جنوری ۲۰۱۲ء بمطابق ۲۶؍صفر المظفر ۱۴۳۳ھ بروز ہفتہ جمعیت علماء اسلام ضلع سکھر کی طرف سے منعقد ہونے والے ’’شیخ الہندؒ سیمینار‘‘ میں پیش کیا۔ ادارہ

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو

بعد از خطبہ مسنونہ!

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ء کو بریلی میں پیدا ہوئے، کیونکہ ان ایام میں آپ کے والد ماجد مولانا ذوالفقار علی صاحب بریلی میں مقیم تھے، وہ ایک جید عالم تھے، حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر بھی تھے، حضرت شیخ الہند کا سلسلہ نسب امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ سے جا ملتا ہے، آپ کی تعلیم کا آغاز چھ سال کی عمر میں ہوا، قرآن مجید کا کچھ حصہ اور فارسی کی ابتدائی کتابیں انہوں نے حضرت مولانا عبداللطیف سے پڑھیں، ابھی آپ قدوری اور شرح تہذیب وغیرہ پڑھ رہے تھے کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے دیوبند میں ۱۵؍محرم ۱۲۸۳ھ کو دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی، اس مدرسہ کا آغاز دیوبند کی مشہور مسجد چھتہ سے ہوا، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اس مدرسہ کے پہلے طالب العلم تھے، ۱۲۸۴ھ میں آپ نے کنز الدقائق اور مختصر المعانی کا امتحان دیا آئندہ سال مشکوٰۃ اور ہدایہ پڑھیں اور ۱۲۸۶ھ میں کتب صحاح ستہ کی تکمیل کی اور فارغ التحصیل ہوئے۔

۱۹؍ذوالقعدہ ۱۲۹۰ھ میں آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی گئی حدیث میں انہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے علاوہ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا شاہ عبدالغنی دہلویؒ سے بھی اجازت حاصل ہے، آپ جامع شریعت و طریقت تھے، حضرت گنگوہیؒ کے بقول آپ علم کا مخزن تھے، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ آپ کو شیخ العالم کہتے تھے، مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ آپ کو شریعت وطریقت کا بادشاہ کہتے تھے اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ آپ کو علم شریعت اور طریقت کا بحر بیکراں کہتے تھے۔

بہرحال آپ کو فارغ التحصیل ہونے سے پہلے ہی ۱۲۸۸ھ میں دارالعلوم دیوبند کا معاون مدرس بنا دیا گیا تھا، اس وقت آپ کے سپرد ابتدائی تعلیم پڑھانے کا کام کیا گیا تھا، لیکن رفتہ رفتہ آپ کی علمی استعداد اور ذہانت ظاہر ہونے لگی اور انہیں اوپر کی کتابیں بھی پڑھانے کے مواقع ملتے گئے۔ ۱۲۹۳ھ میں آپ نے ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف اور ہدایہ وغیرہ کی تدریس شروع کی پھر ۱۲۹۵ھ میں مسلم شریف اور بخاری شریف بھی پڑھانے لگے، آپ کا حلقہ درس نہایت مہذب اور شائستہ ہوتا تھا، دوسرے مدارس کے فارغ شدہ اور بڑے بڑے ذہین طالب العلم نہایت مودب طریقہ سے حاضر خدمت رہتے اور آپ کمال عزت و وقار سے درس دیتے، حلقہ درس دیکھ کر سلف صالحین و اکابر محدثین کے حلقوں کا نقشہ نظروں میں پھر جاتا تھا، الحاصل آپ نے چالیس سال تک مسلسل دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث دیا اور زمانہ اسیری مالٹا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بھی درس دیا اس طرح آپ کا زمانہ تدریس چوالیس سال سے زائد ہوتا ہے، اس عرصہ میں اطراف و اکناف عالم میں آپ کے تلامذہ پھیل گئے، جن کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر گئی ہے، آپ کے ممتاز تلامذہ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، حضرت مولانا اصغر حسین دیوبندیؒ، حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ جیسے مشاہیر علم وفضل شامل ہیں۔

آپ شروع ہی سے نیک طینت اور نیک فطرت تھے، اس کے ساتھ ساتھ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی محبت اور صحبت اور امام الاولیاء حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی توجہات نے آپ کو فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیا تھا، شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ نے آپ کے کمالات علمیہ و روحانیہ سے خوش ہو کر آپ کو دستار خلافت اور اجازت نامہ بیعت عنایت فرمایا تھا اور پھر دربار رشیدی سے بھی آپ کو یہ نعمت عظمٰی حاصل ہوئی

اور حاصل یہ کہ آپ شریعت، طریقت اور روحانیت کے مجمع البحرین ہی نہیں بلکہ مجمع البحار تھے، آپ اگرچہ اکثر اوقات تعلیم وتعلم اور تصنیف وتالیف اور مطالعہ کتب میں مصروف رہتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کے اوراد و وظائف، ذکر ومراقبہ اور صلوٰۃ اللیل قضا نہیں ہوتے تھے، ہر حال میں، سفر وحضر میں، حتیٰ کہ مالٹا کی طوفانی برف باری میں بھی آپ کے معمولات میں فرق نہیں آیا تھا، آپ ہر جمعرات کو سبق پڑھا کر گنگوہ تشریف لے جاتے تھے اور جمعہ کی نماز پڑھ کر اپنے پیر ومرشد کی صحبت سے فیضیاب ہو کر دیوبند تشریف لاتے تھے:

نہ کتابوں سے نہ مکتب سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

انگریزوں کے خلاف ۱۸۵۷ء میں شروع کی گئی تحریک آزادی کے مشن کو آپ نے کافی بڑھایا، آپ نے تحریک کا مرکز کابل کو بنایا اور آپ کی تحریک ریشمی رومال کے نام سے مشہور ہے، آپ بھی کئی دوسرے مسلم اکابرین کی طرح عسکری بنیادوں پر مسلمانوں کو منظم کر کے انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا چاہتے تھے، لیکن اپنوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کی وجہ سے انگریزوں کے خلاف یہ تحریک بظاہر تو کامیاب نہ ہو سکی لیکن اس نے ہندو پاک کے مسلمانوں میں بیداری کی نئی روح پھونک دی۔

اس سلسلے میں آپ نے ۱۳۳۳ھ میں حجاز مقدس کا سفر کیا ۱۳۳۴ھ تک وہاں رہے، ۱۳۳۵ھ کے آغاز میں آپ کو گرفتار کر کے مالٹا پہنچا دیا گیا، ۱۳۳۸ھ کو وہاں سے رہا ہوئے اور ہندوستان پہنچے ان دنوں ہندوستان میں تحریک خلافت کا زور تھا، آپ نے بڑھاپے، نقاہت اور بیماری کے باوجود تحریک میں بھرپور حصہ لیا، مالٹا کی اسیری کے دوران آپ زیادہ بیمار ہو گئے تھے، وطن واپسی پر بھی بیماری میں افاقہ نہ ہوا، لیکن اس کے باوجود انہوں نے جدوجہد کا راستہ نہیں چھوڑا، آپ کو یاد ہونا چاہئے کہ ۱۸۵۷ھ کی جنگ آزادی میں علماء حق کی جس انقلابی جماعت نے قائدانہ کردار ادا کیا تھا، اس کے امیر لشکر تھے سید الطائفہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور ان کے میمنہ اور میسرہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تھے، جنہوں نے شاملی، مظفر نگر اور تھانہ بھون کے تاریخی محاذوں پر اپنے ہزاروں تلامذہ اور مریدوں کو لیکر انگریزوں کی فوج کو زبردست ہزیمت پہنچائی تھی، ان خونی معرکوں میں اس مقدس جماعت کے بہت سے مجاہدین نے جام شہادت نوش فرمایا اور انگریزوں کے مکمل غلبہ کے بعد ان میں سے بہت بڑی تعداد کو پھانسی کے پھندے یا حبس دوام کی سزائیں دی گئیں، قائد جماعت حضرت حاجی صاحبؒ چھپتے چھپاتے حجاز مقدس کو ہجرت کر گئے، حضرت نانوتویؒ روپوش ہو کر مدرسوں کے جال پھیلانے میں لگ گئے اور انگریزوں کی سی آئی ڈی شب وروز ان کو تلاش کرتی رہی، حضرت گنگوہیؒ چھ ماہ کی قید وبند کے بعد رہا ہو کر بظاہر اپنی خانقاہ میں گوشہ نشین ہو گئے، مگر حقیقت میں وہ انتہائی خفیہ طور پر آزادیٔ وطن کے لئے اپنے متوسلین کو تربیت دینے میں لگ گئے۔

علماء کرام اور بزرگان دین کی یہ تحریک بظاہر ناکام رہی مگر ان کی مخلصانہ قربانیوں کے مسلم معاشرے پر زبردست اثرات مرتب ہوئے، ان شہداء اور مجاہدین کے علمی، فکری اور روحانی خانوادے کے لاکھوں افراد کے سینے میں وطن کی آزادی اور اپنے بزرگوں کے انتقام کے لئے جو بے پناہ جذبات اور ولولے پل رہے تھے وہ کوئی معمولی سی چنگاری کی شکل میں نہیں تھے، بلکہ وہ زبردست آتش فشاں تھے، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کے ایسے منظور نظر شاگرد تھے جن کی شخصیت میں ان بزرگوں کو اپنے خوابوں کی تعبیر نظر آرہی تھی، اس لئے انہوں نے ان کی تعلیم وتربیت کچھ اس شان سے انجام دی کہ اپنے دل ودماغ کی ساری کیفیات اور پاکیزہ جذبات کو ان کے سینے میں پیوست کر دیا، ادھر حجاز مقدس سے ان کے روحانی مربی ومرشد اور اپنے عہد کے مستجاب الدعوات بزرگ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ بھی اپنی دعاؤں کے ساتھ ان کو اپنی قربانیوں کا مشن یاد دلاتے رہے۔

اس طرح شیخ الہند کے لاشعور میں یہ بات رچ بس گئی تھی کہ اخلاص وللّٰہیت اور ایثار وقربانی کے یہ ہمالیائی پیکر جن سے بہتر لوگ شاید اس وقت اس روئے زمین پر کہیں نہیں ہوں گے انہوں نے اپنے وطن کی آزادی کے لئے اس شان کی قربانیاں دی ہیں کہ اپنی زندگی کی ساری متاع عزیز کو وطن کی نذر کر کے خود جلاوطنی یا روپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں، ایسے بے لوث اور بے پناہ استادوں اور مربیوں کی تعلیم و تربیت اور فیض صحبت نے حضرت شیخ الہند کو لیلائے آزادی کا ایسا دیوانہ بنا دیا تھا کہ انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی یہ بنا دیا تھا کہ ہر حال میں وطن کو فرنگی سے آزاد کروانا ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان کی زندگی کے حالات اور واقعات کا مطالعہ کرنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر خالق حیات وممات ان کو سو بار زندگی دیتا تو وہ ہر بار اس کو آزادی وطن کی نذر کر دیتے اور پھر بھی ان کے دل میں یہ حسرت باقی رہ جاتی کہ:

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضرت شیخ الہندؒ کے اساتذہ کا تعلق علمی، فکری، تعلیمی اور اعتقادی حیثیت سے دبستان ولی

اللّٰہی سے جڑا ہوا ہے، جس کی زریں تاریخ عظمت و عزیمت کی اعلیٰ ترین قدروں اور آزادی وطن کیلئے بےلوث قربانیوں کی خونچکاں داستانوں سے لالہ زار ہے، ۱۸۰۳ء سے ۱۸۵۷ء تک نصف صدی کی تاریخ اس مقدس دبستان کی عظمت و عزیمت، اولوالعزمی، بلند ہمتی، روشن دماغی اور اعلیٰ حوصلگی، غیر متزلزل ایمان و یقین، ناقابل تسخیر ہمت و جرأت، عزم و ارادے کا استحکام، جہد و عمل کا استقلال، بے ریاء اخلاص و للّٰہیت، بے دریغ ایثار و قربانی، بے پناہ جانبازی و سرفروشی، اپنے دین، اپنی قوم، اپنی ملت اور اپنے وطن سے قابل رشک محبت کی ہزاروں داستانوں سے اس طرح مزین ہے، جیسے گلہائے رنگا رنگ کا کوئی حسین ترین گلدستہ ہو یا آسمان کی پیشانی پر کوئی چمکتی ہوئی کہکشاں ہو۔

۱۸۰۳ء میں برصغیر کے امام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اور پھر ان کے جلیل القدر صاحبزادے اور شاگرد امام حریت سیدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کا انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ، ۱۸۳۱ء میں ان کے شاگردوں سید احمد شہید بریلویؒ اور شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ وغیرہم کا بالاکوٹ کے میدان میں جہاد اور شہادت پھر علماء صادق پور کا خونی جہاد، ۱۸۱۳ء سے ۱۸۵۷ء تک اس دبستان کے مقدس بزرگوں کی انگریزوں کے خلاف مسلسل بغاوت جو ۱۸۵۷ء میں لاکھوں انسانوں کی قربانی پر تمام ہوئی، جن میں صرف علماء کرام کی تعداد تقریباً باون ہزار بتلائی جاتی ہے، جہاد حریت وطن کے ایسے خونچکاں ماحول میں حضرت شیخ الہندؒ نے جنم لیا اور جن ارباب عزیمت اساتذہ سے تعلیم و تربیت پائی وہ اسی دبستان ولی اللّٰہی کے نمائندے تھے، جن کی حق گوئی و بے باکی، اخلاص و للّٰہیت اور حب الوطنی ضرب المثل بن چکی تھی۔

تاریخ عالم کی نگاہوں نے ایسے عزیمت کے مناظر کم ہی دیکھے ہوں گے کہ ایک مرد قلندر اور فقیر بےنوا اسباب و وسائل سے محروم ایک چھوٹے سے قصبے میں ایک دینی مدرسہ کی ٹوٹی ہوئی چٹائی اور پھٹے پرانے ٹاٹ پر بیٹھ کر مدرسہ کے چند غریب طلبا میں اس عزم و حوصلے اور جرات و ولولے کا صور پھونک رہا ہے کہ اپنے وقت کی سب سے بڑی سپر پاور ''گریٹ برطانیہ'' کا مقابلہ کرنے اور اس کو شکست دینے کا جذبہ پیدا کر رہا ہے اور ان کو ذہنی طور پر تیار کر رہا ہے کہ آپ نے اس کے اقتدار کے سورج کو اپنے انہیں ناتواں ہاتھوں سے سمندر میں غرق کرنا ہے، حضرت شیخ الہندؒ کے ان ہزاروں بوریہ نشیں شاگردوں میں سے جن چند نے دریاؤں کے رخ کو موڑ کر ایک نیا انقلاب برپا کیا وہ ہیں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، بطل جلیل حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، فخر المحدثین حضرت مولانا سید فخر الدین مراد آبادیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ وغیرہم۔

حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے لائق تلامذہ کے تعاون سے اس وقت کے مسلم معاشرے کی ان عظیم شخصیات کے دل و دماغ میں بھی جہاد کی روح پھونک دی جو اپنے عہد میں مسلم سماج کے مکھن تھے اور جن کی قیادت میں اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کو اپنی آزادی کی جنگ جیتنا مقدر کر دی تھی، ان ہزاروں مسلم مجاہدین میں سے جنہیں شیخ الہندؒ اور ان کے تلامذہ کی تربیت ملی تھی ان میں سے یہ چند نام بطور خاص قابل ذکر ہیں، مولانا عبدالباری لکھنویؒ، حکیم محمد اجمل خانؒ، ڈاکٹر مختار احمد انصاریؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ، نواب وقار الملکؒ، خان عبدالغفار خانؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، مولانا فاخر الہ آبادیؒ وغیرہم، ان کے علاوہ کافی تعداد میں غیر مسلم بھی آپ کی تحریک سے وابستہ تھے، جیسے جلاوطن آزاد ہند حکومت کے صدر راجہ مہندر پرتاب اور آزادی ہند کے راہنما گاندھی جی اور ان کے بہت سے ساتھی حضرت شیخ الہندؒ کے تربیت یافتہ تھے۔

(جاری ہے)

باغی رسول شیخ آصف کی گرفتاری

۷؍جنوری ۲۰۱۲ء شام کے ساڑھے چھ بجے کہروڑ پکا سے باغی رسول شیخ آصف کو گرفتار کیا گیا، جس پر ۲۹۵۔سی کے تحت امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کی سرپرستی اور مفتی محمد ظفر اقبال کی زیر نگرانی مقدمہ درج ہوا۔ ۸؍جنوری کو مبلغ ختم نبوت بہاولپور مولانا محمد اسحاق ساقی اور شیخ آصف کے ساتھ پولیس کی موجودگی میں ایک ویڈیو بنی تاکہ شیخ آصف اپنے بیان سے پھر نہ جائے، شیخ آصف جب مولانا کے ساتھ بیٹھا تو کہنے لگا کہ: ''میری اصلاح کر دو یا میں آپ کی اصلاح کر دوں؟'' مولانا نے کہا: بہت اچھا! شیخ آصف نے کہا کہ اللہ نے میرے دل پر مہر نبوت لگا دی ہے، مولانا محمد اسحاق ساقی نے کہا کہ مہر نبوت دکھائیں تو وہ کہنے لگا کہ دل کی مہر کوئی دکھا سکتا ہے؟ اور کہنے لگا کہ اللہ رب العزت نے مجھے بیت المقدس میں نماز پڑھانے کا اعزاز بخشا اور کہروڑ پکا کے کمہار سراج نے میرے پیچھے نماز پڑھی، پھر اللہ رب العزت نے مجھے جنت دکھائی، مولانا نے پوچھا کہ کیا جہنم بھی دیکھی تھی؟ شیخ آصف نے کہا: ہاں! جہنم بھی دیکھی تھی، مولانا نے کہا کہ جب جہنم دیکھی تھی تو اپنے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ جہنم میں رہ جاتا اور باپ بیٹا دونوں مزے کرتے، پھر شیخ کہنے لگا کہ سورہ صٰفٰت امت کی راہنمائی کے لئے میرے اوپر اللہ رب العزت نے نازل کی تو مولانا نے کہا کہ اس سورت کی کوئی آیت یا اس کا ترجمہ یا اس کا شان نزول تو بتا، لیکن اس کو کچھ بھی نہیں آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ہر فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

زندگی کے سارے سُکھ، صحّت اور تن دُرستی سے ہیں
Tunsukh
He (Allah) is the healer
Aloe Vera based syrup
100% Herbal—100% Natural
ایلوویرا اور
منتخب نباتات کا
صحّت افزا مرکّب
تن سُکھ سے تن دُرست
تن سُکھ جسم وجاں کو تقویت پہنچاتا ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

خبریں برائے اہل نظر

شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم مدظلہ کے نوجوان فرزند مولانا محمد اکرم کا سانحہ ارتحال

اندرون سندھ کے سب سے بڑے دینی ادارے دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور ضلع سانگھڑ کے نائب مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سلیم مدظلہ کے سب سے بڑے فرزند، تبلیغی بزرگ مولانا محمد جمشید کے نواسے، رائیونڈ مدرسہ کے بزرگ استاد مولانا خورشید احمد کے بھانجے مولانا محمد اکرم ایک کار حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محمد اکرمؒ راقم الحروف کے ہم مکتب و ہم سبق تھے۔ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور میں شعبہ حفظ سے گردان کی کلاس میں اکٹھے پڑھتے رہے۔ اگلے سال مدرسہ بڈاہی میں شعبہ کتب میں داخلہ لیا اور چار سال ایک ہی درجہ میں ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ درجہ ثانیہ کا امتحان دے کر مولانا رائیونڈ مدرسہ میں داخل ہوگئے بقیہ تعلیم اپنے نانا جان اور ماموں کے پاس رہ کر مکمل کی اور فراغت کے بعد رائیونڈ مدرسہ میں ہی استاد مقرر ہوگئے۔

عرصہ ۱۲ سال سے رائیونڈ کے شعبہ کتب میں تدریس کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ مولانا کی عمر تقریباً ۳۷ برس تھی۔ انتہائی سنجیدہ، کم گو، سمجھدار، خوش اخلاق، ہنس مکھ تھے۔ دراز قد، سانولا رنگ، موٹی آنکھیں، دلکش چہرہ اور متقی انسان تھے، اپنی گاڑی میں اپنے بچوں کے ساتھ لاہور سے رائیونڈ آتے ہوئے گاڑی بے قابو ہوکر ایک کھمبے سے ٹکرا گئی، بڑا بیٹا عمر ۳ سال شدید زخمی ہوا، چھوٹی بیٹی عمر ایک سال اور اہلیہ کو معمولی زخم آئے اور خود تقریباً دس روز تک ہسپتال میں بے ہوش رہ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

۲۷ جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعہ آپ کا جنازہ رائیونڈ میں ہی ہزاروں افراد نے پڑھا اور وہیں تدفین ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے امیر علامہ احمد میاں حمادی سمیت ملک بھر کے ہزاروں علماء کرام نے ان کے والد شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم سے ان کے گھر شہداد پور جا کر تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے والدین اور دوسرے عزیز واقارب کو صبر جمیل عطا کریں اور ان کے بچوں کی کفالت فرمائیں۔ آمین۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، فورٹ عباس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور مولانا محمد اسحاق ساقی نے سالانہ ختم نبوت کانفرنس جامعہ حمادیہ مروٹ میں بعد نماز عشاء خطاب کیا۔ علماء کرام نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت اور رد قادیانیت کے موضوع پر مدلل بیانات کئے۔ اس کانفرنس میں مبلغ بہاولنگر مولانا محمد قاسم رحمانی نے اکابرین ختم نبوت کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اکابرین کو خراج تحسین پیش کیا۔

دوسرے روز بعد نماز عشاء جامع مسجد گلزار فورٹ عباس میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مفتی راشد مدنی نے عیسائی پادریوں کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات پر تفصیلی گفتگو کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق مسلمانوں کے عقائد ونظریات کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد مولانا محمد اسحاق ساقی نے عقیدۂ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مدلل بیان کیا۔ کانفرنس سے مولانا محمد قاسم رحمانی نے بیان کرتے ہوئے حکومت وقت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے، تمام قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے، مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے تاکہ کسی بھی گستاخ رسول کو کسی بھی پیغمبر کی شان میں گستاخی کرنے کی ہمت نہ ہو، اگر حکومت ملک میں امن چاہتی ہے تو عیسائیت، یہودیت اور مرزائیت نواز آفیسروں کو فوراً برطرف کرے۔ اگلے دن گیارہ بجے ڈاہرانوالہ کالج میں مولانا مفتی راشد مدنی نے مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب تک روئے زمین پر ایک بھی قادیانی باقی ہے، اس کا تعاقب جاری رہے گا۔ انہوں نے کالج کے مسلمان طلباء سے عہد لیا کہ وہ کسی بھی قادیانی سے دوستی نہیں رکھیں گے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ختم نبوت کے رضاکار بن کر رہیں گے۔ بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد جنڈوالہ میں مفصل، مدلل بیانات ہوئے۔

ردِّ قادیانیت کورس، بہاولپور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۹ جنوری ۲۰۱۲ء کو جامع مسجد حاجی محمد اشرف والی بہاولپور میں سالانہ رد قادیانیت کورس ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء، طلباء اور عوام الناس نے شرکت کی۔ پہلے دن مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے دجل وفریب پر روشنی ڈالی اور سامعین کو اہم اہم حوالہ جات نوٹ کرائے۔ ۹ جنوری ۲۰۱۲ء کو مبلغ ختم نبوت مولانا محمد راشد مدنی نے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی کی ذات اور مرزا قادیانی کے دجل کے متعلق لیکچر دیا اور سامعین کو بتایا کہ ہر دور میں جھوٹے مدعیوں کا مقابلہ امت نے کیا اور ان سے کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا۔ علمائے امت نے ہر میدان میں ان کو شکست فاش دی۔ آخر میں شرکائے کورس میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

توہین رسالت اور شرک پر امریکی نژاد پاکستانی کو موت وقید کی سزا

رسول اور خدائی کا دعویٰ کرکے لوگوں سے سجدے کروانے والا کسی رعایت کا مستحق نہیں: عدالت کا فیصلہ

راولپنڈی (نمائندہ جنگ) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جہلم چوہدری ممتاز حسین نے امریکی نژاد پاکستانی شہری کو توہین رسالت کا مرتکب پائے جانے پر سزائے موت اور لوگوں سے سجدے کروا کر شرک کا مرتکب پائے جانے پر دس سال قید سنادی، عدالت نے اڈیالہ جیل میں ۳۰ صفحات پر مشتمل اپنے فیصلے میں کہا کہ پہلے خود کو اللہ کا رسول اور بعد ازاں خدا بن کر لوگوں سے سجدے کروانے والا ملعون کسی رعایت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ تفصیلات کے مطابق تلہ گنگ کا رہائشی محمد اسحاق ۱۹۷۰ء میں فارن آفس میں یو ڈی سی تھا، وہاں سے پاکستان مشن کے ہمراہ امریکا چلا گیا اور وہیں کا ہو کر رہ گیا۔ اس دوران اس کے روابط اور تعلقات اسلام مخالف لابی کے ساتھ ہوگئے۔ ملزم کو بھاری رقم کے علاوہ امریکی شہریت بھی مل گئی، اس نے وہیں شادی کرلی اور اس کے بچے بھی وہیں رہتے ہیں۔ ملزم سال میں ایک بار آبائی علاقہ تلہ گنگ آتا تھا، نیویارک میں رہتے ہوئے وہ صوفی پیر محمد اسحاق کے نام سے توہین رسالت اور شرک کا مرتکب ہوتا رہا، مرید اسے یا رسول اللہ کہہ کر مخاطب کرتے تھے پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنے مریدین سے سجدے کروانا شروع کردیے اور یہ بھی کہنا شروع ہوگیا کہ میں ہی خدا ہوں، جب تک مجھے سجدہ نہیں کروگے نہ تمہاری دعا قبول ہوگی نہ ہی کوئی منت مانی جائے گی۔ تلہ گنگ میں جب لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اس ملعون سے ملاقات کرکے سوال کیا کہ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ تم توہین رسالت اور شرک کررہے ہو، جس سے مسلمانوں کی جذبات مجروح ہورہے ہیں۔ اس ساری گفتگو کی ویڈیو ریکارڈنگ ہورہی تھی، جہاں اس کے مرید بھی موجود تھے۔ مقامی علماء نے اس سے سوال کیا کہ تم لوگوں سے سجدے کرواتے ہو؟ جس پر اس نے کہا کہ آدم علیہ السلام کو بھی تو سجدہ کیا گیا تھا، لوگوں نے کہا: وہ تو اللہ کے نبی تھے، جس پر ملزم نے کہا: میں آدم زاد تو ہوں، جب اسے کہا گیا کہ وہ تو اللہ کا حکم تھا تو ملزم نے کہا کہ کب اللہ نے حکم دیا ہے کہ آدم زاد کو سجدہ نہ کرو، پھر اس سے سوال کیا گیا کہ تمہارے مرید ہمارے سامنے تمہیں رسول اللہ کہہ کر مخاطب کررہے ہیں یہ توہین رسالت ہے تو اس پر ملزم نے کہا کہ یہ انکا عقیدہ ہے، جو لوگ مجھے سجدہ کرتے ہیں ان کو مجھ میں رب نظر آتا ہے۔ جب علماء نے ملزم سے سوال کیا کہ قادیانی کو آئین پاکستان میں کافر قرار دیا گیا، تم بھی اسی ضمن میں آتے ہو؟ اس پر اسحاق نے جواب دیا کہ یہ آپ کا عقیدہ ہے۔ میں تو قادیانیوں کو بھی کافر نہیں کہتا حتیٰ کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہتا۔ سب انسان ہیں، جب ملعون سے یہ سوال کیا گیا کہ انسان کو سجدہ کرنا اور وہ بھی تمہارے گھر میں آکر کیا یہ سب کچھ غلط نہیں؟ تو ملزم نے کہا کہ میری نظر میں بالکل غلط نہیں، سجدہ تو ہر جگہ کیا جاسکتا ہے، یہاں تک کہ بیت الخلا میں بھی سجدہ کیا جاسکتا ہے۔ ویڈیو فلم کے مطابق علماء نے جب ملزم سے پوچھا کہ تم امریکا سے خدا کی دعویداری لے کر آئے ہو، کیا کسی خاص مشن کے تحت نہیں بھیجا گیا ہے؟ جس کے جواب میں اس نے کہا کہ قرآن میں واضح ہے کہ اللہ مشرق اور مغرب دونوں کا رب ہے۔ میں کل مغرب میں تھا، آج مشرق میں یہاں ہوں۔ اس ساری صورت حال کی ویڈیو فلم بنائے جانے کے بعد لوگوں نے پولیس کو اطلاع دی، پولیس کے انتہائی سینئر افسران نے اس مقدمے کی تفتیش کی، ملزم پر لگائے جانے والے الزامات سچ ثابت ہونے پر دفعہ ۲۹۵-اے (یعنی شرک) کرنے اور ۲۹۵-سی توہین رسالت کے الزام میں ۸ر جولائی ۲۰۰۹ء کو تھانہ تلہ گنگ سٹی میں مقدمہ درج ہوا اور ملزم کو گرفتار کیا گیا۔ مقدمے کا ٹرائل پہلے چکوال میں شروع ہوا، مگر حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے یہ مقدمہ عدالت عالیہ لاہور کو بھجوادیا گیا لاہور ہائی کورٹ نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جہلم چوہدری ممتاز حسین کو اس مقدمے کا ٹرائل کرنے کا حکم دیا، جنہوں نے اڈیالہ جیل میں سماعت کرتے ہوئے سوموار کے اور ملزم کو دفعہ ۲۹۵-سی میں سزائے موت اور دو لاکھ روپے جرمانہ جبکہ دفعہ ۲۹۵-اے میں شرک کرنے پر دس سال قید کی سزا سنادی۔ مدعی کی طرف سے ملک محمد کبیر ایڈووکیٹ اور ملزم کی طرف سے چوہدری محمود اختر نے پیروی کی جو سابق پی سی او جج بھی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ملزم نے دو شادیاں کی ہیں، اس کی ایک بیوی امریکا اور دوسری پاکستان میں رہتی ہے۔ مقدمے کی سماعت کے موقع پر اڈیالہ جیل کے باہر لوگوں کی کافی تعداد موجود تھی، ان میں ملزم کے حمایتی بھی تھے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۳۱ر جنوری ۲۰۱۲ء)

ختم نبوت کانفرنس، لودھراں

لودھراں (مولانا محمد اسحاق ساقی) ۲۰؍جنوری ۲۰۱۲ء کو احمد پور شرقیہ میں جامع مسجد القریش میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور جامع مسجد صدیق اکبرؓ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطبہ جمعہ دیا جبکہ جامع مسجد راؤ کالونی میں مولانا محمد راشد مدنی نے جمعہ پڑھایا۔ رات کو جامع مسجد قاسمیہ لودھراں میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی جس کی سرپرستی حضرت امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے فرمائی۔ حضرت مولانا محمد میاں مدظلہ امیر ختم نبوت لودھراں نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ کانفرنس میں کہروڑ پکا سے مولانا غلام محمد، مفتی ظفر اقبال مدظلہم نے خصوصی شرکت کی۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ قادیانیت کو بریک لگ چکی ہے، ان کے تعلّی آمیز دعوے دم توڑ رہے ہیں۔ دین کے جتنے شعبے ہیں اگر وہ باقی ہیں تو یہ صدقہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ ہر دور میں فتنے پیدا ہوتے رہے لیکن فتنہ مرزائیت جیسا ذلیل ترین فتنہ کوئی پیدا نہیں ہوا، امت نے ان فتنوں کا مقابلہ کیا، جب تک ایک مرزائی دنیا میں باقی ہے، امت ان کا مقابلہ کرتی رہے گی۔ کانفرنس میں نصیر اللہ بابر نمائندہ منہاج القرآن نے خصوصی طور پر شرکت کی اور عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر زوردار بیان کیا۔ اس کانفرنس میں مولانا عبدالغفور حقانی نے کہا کہ ہمارے اکابرین نے مجلس تحفظ ختم نبوت کا پلیٹ فارم بنایا جس سے فتنہ مرزائیت کے خلاف بھرپور جدوجہد کی جاتی ہے، انہوں نے اس جماعت کی بنیاد رکھ کر امت پہ احسان کیا۔ یہ حضرات امت مسلمہ کے ایمانوں کو بچانے کے لئے رات دن کوشاں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو کامیاب کرے، کانفرنس کے انتظامات میں مولانا محمد میاں، مولانا اللہ بخش ایاز، سیّد سعید احمد شاہ کاظمی، مولانا محمد مرتضیٰ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد اسحاق ساقی نے انجام دیئے۔

۳۷واں سالانہ جلسہ سیرۃ النبی ﷺ چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں مورخہ ۱۰؍ربیع الاول ۱۴۳۳ھ بمطابق ۳؍فروری ۲۰۱۲ء بروز جمعۃ المبارک ۳۷واں سالانہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر منعقد ہوا، جس میں مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا خان عابد حسین مدظلہم نے بیانات کئے۔ مولانا اللہ وسایا نے اہمیت ختم نبوت، فضیلت امت محمدیہ پر بیان کرتے ہوئے قادیانیوں کا دلائل کے ساتھ رد کیا اور انہیں دعوت اسلام دیتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی کے دھوکے میں مت آؤ! آج وقت ہے اسلام قبول کرلو ورنہ وہ وقت دور نہیں کہ چناب نگر کیا پوری دنیا میں قادیانیت کا بیج نظر نہیں آئے گا، پھر گوجر خان کے قصبات میں رہنے والے قادیانیوں کے قبول اسلام کے تفصیلی واقعات سے آگاہ کیا۔ نیز یہ بھی کہا کہ قادیانی دنیا میں شور مچاتے تھے کہ پاکستان اسمبلی نے قادیانیت کے کفر کا کوئی فیصلہ صادر نہیں کیا، الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسمبلی کی کارروائی کو کسی نہ کسی طرح حاصل کر کے چھاپا، ساٹھ ہزار سے زیادہ تعداد میں کئی بار وہ کارروائی چھپی اور ملک و بیرون ملک تقسیم ہوئی۔ قادیانیت کے منہ پر طمانچہ ایسا لگا کہ سکوت کی مہر لگ گئی، پھر کچھ عرصہ رہ کر شور وغل شروع کردیا کہ یہ کارروائی اسمبلی کی نہیں بلکہ یہ مولویوں کی گھڑی ہوئی کہانی ہے، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ آج عرصہ دراز بعد ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے وہ کارروائی پوری کی پوری چھاپ دی ہے انشاء اللہ! اب اچھے طریقے سے قادیانیت کے سیاہ رو نقاب الٹ جائے گا اور ان کا کفر مزید آشکارا ہوجائے گا۔

آخر میں مولانا غلام مصطفیٰ نے قرارداد پیش کی اور نماز جمعہ سے قبل ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا جبکہ اسے کلمہ پڑھانے کے لئے حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مولانا دین پوری کو حکم دیا اور نام خود حضرت مدظلہ نے محمد عبداللہ تجویز کیا۔ خطبۂ جمعہ اور نماز بھی مولانا دین پوری نے پڑھائی، بعد از نماز نومسلم محمد عبداللہ نے برملا اپنے قبول اسلام کا اظہار کیا اور اختتامی دعا حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کی۔ آخر میں شرکاء کے لئے لنگر کا بھرپور انتظام عمل میں آیا جبکہ خصوصی مہمانان گرامی کے لئے کھانے کا الگ انتظام تھا۔ بحمدللہ! گزشتہ سال کی نسبت باوجود بارش کے موسم کے مسلمانوں کا جم غفیر اس پروگرام میں شریک ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو قادیانیوں کے لئے باعث ہدایت اور مسلمانوں کے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین۔

چناب نگر میں جلسہ سیرت النبی ﷺ

۱۳ ربیع الاول بروز پیر بعد از نماز مغرب تا عشاء جامع مسجد بخاری نزد اڈا چناب نگر میں ”سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے موضوع پر ایک جلسہ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کی زیر نگرانی و سرپرستی منعقد ہوا، جس میں مولانا صغیر احمد (مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت)، مولانا محمد اعجاز (مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت)، مولانا غلام رسول دین پوری اور مولانا غلام مصطفیٰ (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر) نے سیرت و ولادت باسعادت کے حوالے سے شاندار تقریریں کیں اور ساتھ ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بتلاتے ہوئے قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین۔ آخر میں رانا امان اللہ کی طرف سے شرکاء کے لیے لنگر کا انتظام بھی تھا۔

مناظرۂ طلبا

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں وقتاً فوقتاً تربیتی تقریریں، مناظرے طلبا کے مابین ہوا کرتے ہیں، چند روز قبل دو موضوعات پر طلبا کا بہت ہی احسن انداز میں اساتذۂ کرام کی نگرانی اور مولانا غلام مصطفیٰ کی زیر صدارت و سرپرستی میں مناظرہ ہوا۔ (۱) حیات و وفات عیسیٰ ابن مریم“ کے موضوع پر اس میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن وحدیث اور اجماع امت کے ٹھوس دلائل درجہ خامسہ کے طالب علم حافظ محمد عابد جاوید نے پیش کئے اور انعام حاصل کیا، جبکہ دوسرے فریق کے پاس دلائل ندارد۔ (۲) حیات انبیاء علیہم السلام مطلقاً پر مناظرہ ہوا، اس میں حیات انبیاء علیہم السلام پر درجہ ثالثہ کے طالب علم حافظ محمد یار نے قرآن وحدیث اور اجماع امت کے حوالہ جات سے مدلل گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ مدرسہ ہذا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جملہ مساعی اور کوششوں کو مزید ترقیات سے نوازے۔

تحفظ ختم نبوت پروگرام زحلقہ ضلع ملیر

کراچی (محمد عبدالوہاب پشاوری) پہلا پروگرام: ۲۲؍جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز ظہر مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن، بھینس کالونی نمبر ۷، نزد گول مسجد میں مولانا قاضی احسان احمد نے قرآن مجید کی اہمیت وفضیلت پر بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہر مسلمان کو قرآن سیکھنا چاہئے، اگر قرآن پڑھتے ہوئے موت آگئی تو اللہ تعالیٰ قرآن سیکھنے والوں میں قیامت کے دن اٹھائیں گے۔ انہوں نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک شخص گناہگار تھا، موت کا وقت قریب ہوا تو اپنی حاملہ بیوی سے کہا کہ میرے مرنے کے بعد اگر بیٹا ہوجائے تو اس کو قرآن پاک کی تعلیم دینا، اس کے مرنے کے بعد بیٹا پیدا ہوا، وہ تھوڑا بڑا ہوا تو اس کی والدہ اس کو مکتب لے گئی، جیسے ہی قاری صاحب نے بچے کو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھوایا اس سے بچے نے اپنی توتلی زبان میں ان کلمات کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آدمی سے عذاب قبر ہٹادیا، یہ پروگرام مولانا عبدالشکور کے دعائیہ کلمات سے اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں مولانا نعیم، مولانا ایوب، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، کارکنان ختم نبوت اور مقامی حضرات نے شرکت کی۔

دوسرا پروگرام سہ پہر ۳ بجے جامع مسجد محمودہ برکات مدینہ کالونی، بھینس کالونی نمبر ۱۰ میں منعقد ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے صبر و شکر کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں حضرت خواجہ خان محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت سخت بیمار تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت طبیعت کیسی ہے؟ تو فرمایا: الحمدللہ! تقریباً دو یا تین گھنٹے کے بعد حضرت کا انتقال ہوگیا۔ ہمارے اکابرین نے بڑے صبر اور شکر کے ساتھ زندگی بسر کی ہے، ہر قسم کی تکالیف اور مصائب میں صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔

تیسرا پروگرام بعد نماز عصر جامع مسجد الہدیٰ قذافی ٹاؤن لانڈھی میں جبکہ چوتھا پروگرام بعد نماز مغرب جامع مسجد خاتم النبیین سیکٹر ۲۰-سی شاہ لطیف ٹاؤن میں منعقد کیا گیا جس میں قاضی صاحب نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور اس کی اہمیت وفضیلت پر بڑے جذباتی اور پُرجوش انداز میں بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمایا، اب جو شخص دعویٰ نبوت کرے وہ کذاب اور دجال ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے نبوت مل چکی ہے وہ امتی کی حیثیت سے دوبارہ قرب قیامت میں آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اس پروگرام میں ضلع ملیر کے امیر مولانا مفتی احسان احمد، مسجد خاتم النبیین کے امام وخطیب قاری احسان اللہ، قاری اعجاز نے بھی شرکت کی۔

اسلام زندہ باد | فرماگئے یہ ہادیٔ لانبی بعدی | تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد

بفیضان نظر تحریک ختم نبوت کے میرکاروان خواجہ خواجگان حضرت مولانا **خان محمد** نور اللہ مرقدہ

زیر سرپرستی
حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ
و
ولی ابن ولی حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ **عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر صدارت
قائد تحریک ختم نبوت
حکیم العصر محدث دوراں ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس شیخ الحدیث
حضرت مولانا **عبدالمجید** لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مہمان خصوصی
جانشین حضرت جالندھریؒ
حضرت مولانا **عزیز الرحمٰن** جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

زیر نگرانی خلیفہ مجاز
حضرت لدھیانوی شہید
فاتح فتنہ گوہر شاہی
حضرت علامہ **احمد میاں حمادی** صاحب دامت برکاتہم
امیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
صوبہ سندھ

سالانہ عظیم الشان 31 ویں ختم نبوۃ کانفرنس

بمقام ایم اے جناح روڈ نزد جامع مسجد ختم نبوت ٹنڈو آدم

بتاریخ 17 مارچ 2012 بروز ہفتہ بعد از عشاء

عنوانات

توحید باری تعالیٰ	سیرۃ خاتم الانبیاء	مسئلۂ ختم نبوۃ
انسدادِ توہین رسالت	عظمت صحابہ و اہل بیت	اِتحادِ اُمت

اور رد قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ سندھ

Contact No: 0235-571613, 0300-3351713, 0333-2881703

REGD. SS.160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا **عبدالمجید لدھیانوی** صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمٰن جالندھری** صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4783486, 061-4583486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ